وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
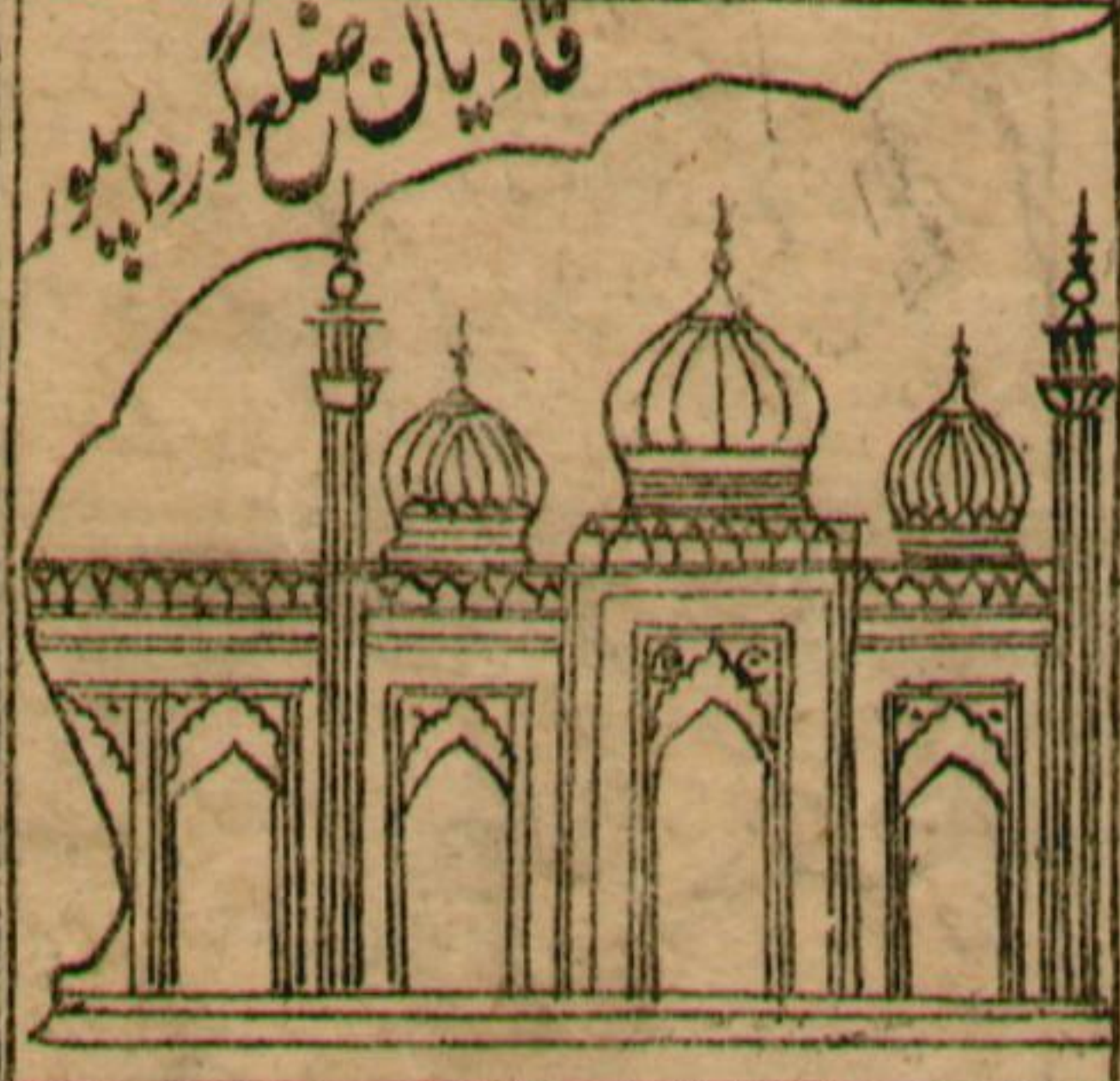
قادیان ضلع گورداسپور

بدر

BADR QADIAN

Registered No. L CCLXXXVIII

اگر تو تشنہ لبی از ذوق یار ازل — بنوش جرعۂ وصلش ز جام نورالدین

ضعیف و مردہ دلی گر بقاء یابی دم — کرامت مجی و مسیح کلام نورالدین

بروز جمعرات

جلد ۱۳ — نمبر ۲

۴ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء و یکم چیت سمت ۱۹۶۹ بکرمی

دس شرائط بیعت
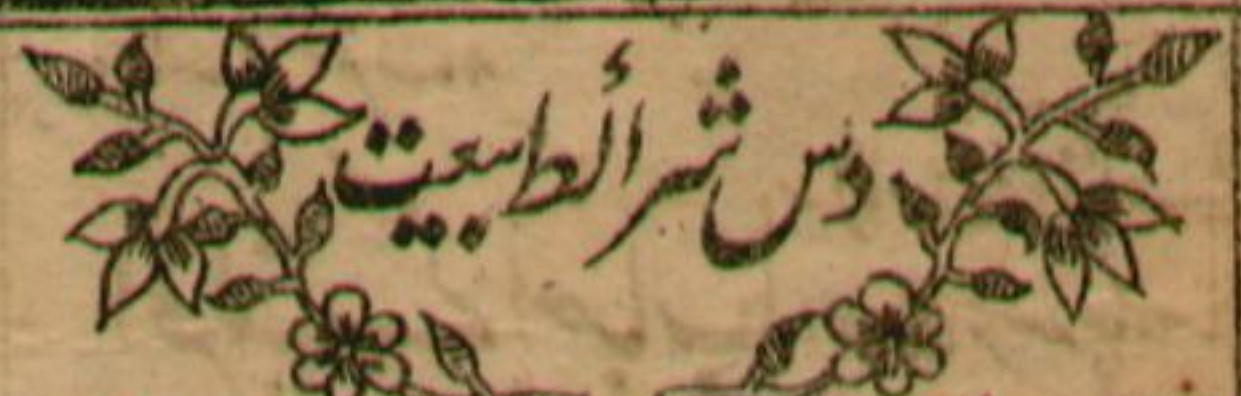
اول یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اسوقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور ہر حالت میں راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کر لیگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور خوش خلقی حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود
اقتدائے قول او در جان ماست — ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک و ز خبرہائے معاد — ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہماں از حضرت احدیت است — منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اند و راست — منکر آں مورد لعن خداست
معجزات انبیائے سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یک قدم دوری از اں عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں تمام درس حسب معمول ہوتے ہیں۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود ہیں بہمہ وجوہ بخیریت ہے۔ حضرت فاضل مولوی محمد احسن صاحب بخیریت امروہہ میں رونق افروز ہیں۔

میاں محمد حسین صاحب و شیخ غلام احمد صاحب وعظ کے واسطے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ بعض وصایا کی تکمیل کا کام بھی ان اصحاب کے سپرد کیا گیا ہے۔ شیخ غلام احمد صاحب کا خط بخیریت پہنچنے کا بنگہ سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واعظین کا حافظ و ناصر ہو اور انکے کلام میں پاک تاثیریں عطا فرماوے۔ آمین۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے مڈھ رانجھا میں وعظ کیا دو سو احمدی ہوئے اللھم زد فزد۔ برہمن بڑھ کے مولوی عبدالواحد صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اللہ تعالیٰ نے اُن کی توجہ میں وہ برکت ڈالی ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیوالوں کی تعداد اُس جگہ دو سو تک پہنچ گئی ہے۔ انجمن اسلامیہ مظفر گڈھ کی درخواست پر حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے تبلیغ کیواسطے وہاں تشریف لیگئے شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور تبلیغ کے واسطے کلاس والہ علاقہ پسرور کو تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب سفر دہلی سے واپس بخیریت قادیان پہنچ گئے ہیں۔ انجمن اسلامیہ جموں کی درخواست واعظین بھیجنے کی حضرت خلیفۃ المسیح نے منظور فرمائی۔

مبارک

(۱) مستری فیض احمد صاحب (جموں) کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے نام فیض اللہ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت اور نیکی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرماوے۔ آمین

(۲) برادر حسن علی خانصاحب سب اسسٹنٹ سرجن کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مولود مسعود کا نام محمد حسن رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے آمین۔

درس ہال

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعاونوا علی البر و التقوےٰ

چونکہ مسجد جامع میں ایک عالیشان کمرہ برائے درس قرآن و آسائش نمازیان تجویز ہوا ہے۔ لہذا احباب کو مناسب ہے کہ اس ایزادی مسجد کی تعمیر میں روپیہ سے امداد فرما کر ثواب حاصل کریں۔ فراہمی چندہ کا کام میر صاحب کے سپرد کیا گیا ہے ان کا ہاتھ بٹائیں خصوصاً جو کسی محکمہ کے افسر ہیں وہ خاصکر توجہ رکھیں۔ فقط

۲۳ فروری ۱۹۱۳ء

انشراح صدر سے جو ہو سکے

نور الدین

یہ عاجز چونکہ چند روز قادیان میں قیام کا ارادہ رکھتا اور ہر ایک جگہ خود جانا مشکل ہے لہذا یہ تحریر شائع کیجاتی ہے۔ آپ سب صاحب جن کے پاس یہ عرض پہنچے خود جو کارگذار ہیں جیسا کہ سکرٹری وغیرہ جماعت سے چندہ وصول فرما کر قادیان بنام عاجز ارسال فرما دیں تاکہ کام شروع ہو کر انجام پذیر ہو۔

ناصر نواب

خواجہ صاحب کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی۔ مکرمی حضرت خواجہ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں اور ایک ایسی مبارکباد جو کسی نے نہ کی ہو یا کم از کم میرا یہ خیال ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا وہ ایک عورت تھی اور آپ کے ہاتھ پر بھی سب سے پہلے لنڈن میں ایک عورت مسلمان ہوئی ہے۔ یہ بڑا مژدہ ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کریں میں بھی سجدہ کرتا ہوں۔ دوسری خوشی اور مبارکباد میں آپ کو یہ دیتا ہوں کہ اہل انگلستان ایک عورت کے بیٹے کے پرستار ہیں۔ اور ایک عورت ہی وہاں سب سے پہلے آپ نے مسلمان کی ہے۔ والسلام۔ خادم

سیرۃ العباس

مصنفہ جناب حکیم سید فرید احمد صاحب عباسی۔ طبیب ریاست بھیکم پور ضلع علیگڈھ۔ اس کتاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مفصل حالات بہت سی کتابوں سے لیکر جن کی فہرست ابتدائے کتاب میں دی گئی ہے۔ لکھے گئے ہیں سیر و تاریخ کی اس قسم کی کتابوں کا ملک میں پھیلنا ہند کے اہل اسلام کے واسطے بہت سے فوائد کا موجب ہے۔ جناب محمود احمد صاحب عباسی نے خوب فرمایا ہے کہ "سیرۃ العباس ہمکو تعلیم دیتی ہے۔ استقلال کی۔ صبر کی۔ اصابت رائے کی فیاضی کی صلہ رحمی کی۔ مہمان نوازی کی۔ خاندان کی عزت کے خیال کی"۔

اگلے دن کا ذکر ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ "حضرت عباس بھی اہلبیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں"۔ اس کتاب میں بھی اس امر کو بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے۔ اور صاحب مصنف سے بقیمت ایک روپیہ فی نسخہ مل سکتی ہے شائقین منگوا کر پڑھیں۔ اور لطف اٹھائیں

درخواست جنازہ

برادر مخدوم بخش صاحب احمدی ملازم جہانسی فوت ہو گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعائے مغفرت۔

افریقہ کے احباب توجہ فرماویں

میرا ماموں حافظ صدر الدین احمدی عرصہ چار سال ہوئے افریقہ گیا تھا پھر اس کا پتہ نہیں ملتا کہ کہاں ہے۔ کوئی صاحب اسکا پتہ نکال کر مجھے مطلع فرماویں تو بڑی مہربانی ہو۔

المشتہر غلام محمد معرفت میاں کرم الٰہی فضل دین آہڑتی چیڑا۔ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

ضمیمہ درس

ضمیمہ درس قرآن شریف و درس صحیح بخاری نئے سرے سے لکھا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اپریل کے پرچے سے درج اخبار ہونا شروع ہو جائیگا۔ تا حال اس کی جگہ دیگر مضامین سے صفحات پورے کئے جاتے ہیں۔ اخبار اب پورے ۲۰ صفحات کا ہوتا ہے۔

بقایا داران

اخبار بدر کا بہت سا بقایا خریداران کے نام ہے جس کے سبب سے فنڈ مشکلات میں ہے بقایا دار صاحبان کو جلد توجہ کرنی چاہئے

خواجہ صاحب

اس ڈاک میں حضرت خواجہ صاحب کا کوئی خط ہمارے پاس نہیں آیا مولوی بخیر ہوں

۱۹ مارچ ۱۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رفع الی اللہ

مجھے اس جگہ وفات مسیح پر بحث کرنا منظور نہیں کیونکہ یہ اسقدر پائمال شدہ اور بوسیدہ مضمون ہے کہ اب اس پر قلم اٹھانا تضیع اوقات ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور حضور کے خدام نے اس مضمون پر اسقدر سیر کن بحثیں فرمادی ہیں- کہ اب دوبارہ اس کو معرض بحث میں لانا تحصیل حاصل ہے- میں یہاں صرف رفع الی اللہ پر ایک خاص پہلو سے نظر ڈالنا چاہتا ہوں کیونکہ مولوی صاحبان باربار وفات مسیح میں اس فقرہ کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں- حالانکہ درحقیقت یہ فقرہ ان کے لئے کسی قسم کی آڑ نہیں بلکہ ان کے لئے مضر ہے مگر ابلہ فریبی کے لئے وہ اس کو پیش کردیا کرتے ہیں- جب اُن سے گفتگو کرو- جھٹ پڑھ دیتے ہیں- بل رفعہ اللہ الیہ حالانکہ باربار اُن کی خدمت میں عرض کیا گیا- کہ رفع کے معنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھانے کے کہیں سے نہیں نکلتے- خود قرآن شریف میں بلعم باعور کی نسبت آیا ہے- کہ ولو شئنا لرفعنٰہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض- اور اگر ہم چاہتے تو اسکی نیکیوں کی وجہ سے اُس کا رفع کرتے- مگر وہ زمین کیطرف چلا گیا- اب دیکھو یہاں کوئی مولوی یا مفسر یہ معنی نہیں کرتا کہ اللہ تعالےٰ اس کو پکڑ کر آسمان کیطرف اُٹھائے لئے جا رہا تھا مگر اُس نے جدوجہد کرکے اپنے تئیں چھڑا لیا اور زمین کیطرف چھال ماردی- یا اللہ تعالےٰ نے جس وقت چاہا- کہ اُس کو آسمان کیطرف جسد عنصری کے ساتھ اُٹھائے بس فوراً وہ زمین کیطرف کو دپڑا- اور اس طرح آسمان کیطرف اُٹھائے جانے سے اُس نے اپنے تئیں بچا لیا- حاشا وکلا- کبھی کوئی یہ معنے نہیں کرتا بلکہ سب کہتے ہیں- کہ اللہ تعالےٰ اُس کو اپنی طرف بلند کرنا چاہتا تھا- یعنے مقرب بنانا چاہتا تھا- لیکن وہ پستی کیطرف چلا گیا- کیا معنے کہ دُنیا کا پرستار ہو گیا- اور اس طرح خدا کے قرب سے محروم رہ گیا- لطف تو یہ ہے کہ اخلد الی الارض میں ارض کا لفظ موجود ہے- صاف صاف زمین کیطرف جانا لکھا ہے- مگر بالاتفاق پھر بھی سب یہی معنے کرتے ہیں کہ زمین کیطرف جانے سے مُراد پستی کیطرف جانا ہے- یعنے ہواؤ ہوس کا متبع ہونا- جس سے انسان خدا سے دُور ہو جایا کرتا ہے پھر قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا کہ والعمل الصالح یرفعہ یعنے نیک عمل انسان کا رفع کرتا ہے- یہاں سب بالاتفاق یہی معنی کرتے ہیں کہ اس سے مُراد قرب الٰہی ہے اور مرنے کے بعد رُوح کا رفع خدا کیطرف ہوتا ہے- کیونکہ نیک عملوں سے ہی انسان خدا کا مقرب بنتا ہے لہٰذا اُس کی رُوح کا رفع بھی خدا کی طرف ہوتا ہے پھر حدیث شریف میں متواضع شخص کے بارے میں آیا ہے کہ یرفعہ اللہ الی السماء السابعہ- کہ اللہ تعالےٰ متواضع شخص کا رفع ساتویں آسمان پر کرتا ہے- اب دیکھو صاف صاف یہاں رفع روحانی مُراد ہے- پھر سجدوں کے درمیان میں مشہور دُعا ہے- جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے- جس میں وارفعنی بھی آتا ہے یعنے اے اللہ میرا رفع کر- اب دیکھو آپ بھی پڑھا کرتے تھے اور آپ کی امت کے لوگ بھی پڑھا کرتے ہیں- مگر کسی کو خیال تک بھی نہیں ہوتا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ میرے جسم عنصری کو آسمان پر چڑھا لے- اور اگر یہ امر مُراد ہو- تو پھر معاذ اللہ ماننا پڑے گا- کہ تمام عمر رسول کریم صلعم دعا مانگتے رہے- کہ یا اللہ میرے جسم عنصری کو آسمان پر چڑھا لے مگر خدا نے نہ قبول فرمایا اور آخر جسم مبارک زمین میں ہی مدفون ہوُا- اور عیسیٰ مسیح بغیر مانگے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے- اس سے تو عیسائیوں کو مدد دینا ہے- غرضکہ صاف ظاہر ہے کہ رفع سے مُراد رفع روحانی ہے مگر اسیں مرغ کی ایک ٹانگ- مولوی صاحبوں کو تو صرف کج بحثی کرنا اور اعتراض کرنا مقصود ہوتا ہے- حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے ہیں کہ ایک آریہ ہمارے پاس آیا- ہم نے پوچھا کہ تم لوگ جو اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہو- مثلاً طلاق- کثیر الازدواجی- جہاد وغیرہ- انکے جوابات نہایت محققانہ طور پر ہماری طرف سے باربار دیئے گئے مگر بجائے اس کے کہ تم اُن سے کچھ فائدہ اُٹھاؤ- یا جواب الجواب لکھو اور ہمارے جوابات کی تردید کرو جب ہوتا ہے وہی اعتراض جو ہمارے جواب دینے سے پہلے کیا کرتے تھے وہی پھر کر دیتے ہو- اور ہر دفعہ ایسے بن جاتے ہو- گویا ان کا کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا- وہ آریہ کہنے لگا کہ آپ جواب دئے جائیں ہمیں اسکی پروا نہیں اور نہ ہم جواب الجواب دیں گے کیونکہ ہماری غرض تحقیق نہیں- بلکہ ہمیں تو اعتراض کرنا مقصود ہوتا ہے- کوئی کچھ کہے- ہم تو اعتراض کرنا اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں خواہ غلط ہو یا صحیح- سو یہی حال مولویوں کا ہے کہ کچھ نہ کچھ جواب اُلٹا سیدھا دے دیا تا اپنے ہم چشموں میں مولوی صاحب کی دہاک بنی رہے ورنہ تحقیق سے اُن کو کوئی سروکار نہیں ہوتا- خوب دیکھا گیا ہے- اسوقت مجھے صرف اس بات کو دیکھنا منظور ہے کہ یہ جو مولوی صاحبان بلاسوچے سمجھے بل رفعہ اللہ الیہ پڑھ دیا کرتے ہیں اور جس کا جواب تسلی بخش باربار دیا جاچکا ہے آیا رفع الی اللہ کے معنے جسم عنصری کا خدا کیطرف اونچا کیا جانا امکانی طور پر ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں یا محض یہ خیالی ڈھکوسلا ہے- سو واضح ہو کہ تدبر کرنے سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ جسم عنصری کا رفع خدا کیطرف ایک محال اور ناممکن امر ہے- عقل سے بھی اور نقل سے بھی- جس کا جواب انشاء اللہ الرحمٰن مولوی صاحبان کے پاس نہیں- پہلے اس کے کہ رفع الی اللہ پر غور کریں- چند باتیں اصول متعارضہ کے طور پر سمجھ لینی چاہئیں +

(۱) اوّل یہ کہ جسم عنصری ایک محدود المکان چیز ہے اور جہت اور طرف کی قید میں مقید ہے +

(۲) دوم یہ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک لامحدود اور قید مکان وجہت واطراف سے بالکل پاک ہے وہ سبحان ہے- بکل شئ محیط- ہر چیز پر محیط ہے خود فرماتا ہے کہ وسع کرسیہ السمٰوات والارض یعنے اُس کی کرسی آسمانوں اور زمین میں پھیلی ہوئی ہے وھو اللہ فی السمٰوات والارض- اور اللہ آسمانوں اور زمین میں ہے- غرض کہ یہ اسلام کا مسلم الثبوت مسئلہ ہے کہ اللہ تعالےٰ غیر محدود ہے اور ہر جگہ ہے آسمانوں میں بھی- زمین میں بھی- اور کوئی جگہ اس سے خالی نہیں اور ذرہ ذرہ میں اس کی جلوہ نمائی ہے وہ کسی چیز سے دُور نہیں بلکہ ہر ایک چیز کی اصل حقیقت سے

بھی زیادہ نزدیک اور اقرب ہے۔ چنانچہ انسان کے لئے تو خود ارشاد ہوا ہے کہ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" یعنی ہم انسان سے اُسکی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کی اصل حقیقت اُس کی جان ہوتی ہے۔ اُس کی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہونا بتلاتا ہے کہ انسان کی اصل اور حقیقت اور خود انسان میں اگرچہ کوئی فاصلہ متصور نہیں ہوسکتا۔ مگر فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوں۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ جدھر منہ پھیرو۔ اللہ کا منہ پاؤ گے۔ غرض اظہر من الشمس ہے کہ خدا ہر جگہ ہے اور انسان کی رگِ جان سے بھی قریب ہے اور وہ لامحدود ہے۔ اور کسی مکان اور جہت کی قید سے مقید نہیں +

سوم یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جن دو چیزوں میں فاصلہ متصور ہوگا۔ وہ دونوں چیزیں محدود المکان ہونگی۔ کیونکہ جب تک دونوں چیزیں محدود نہ ہوں دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں سے کوئی غیر محدود ہو تو فاصلہ کچھ نہ رہے گا۔ فاصلہ کا وجود ہی اس بات پر حکمی طور پر دلالت کرتا ہے۔ کہ دونوں چیزیں محدود المکان اور جہت اور اطراف کی قید سے مقید ہیں اور کسی چیز کا کسی چیز سے نزدیک یا دور ہونا یا اُسکی طرف اُٹھایا جانا یا اونچا کیا جانا یا اس سے نیچے کیا جانا لازماً فاصلہ کو چاہتا ہے۔ اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں چیزیں محدود المکان ہیں۔ کیونکہ جب تک کوئی چیز محدود المکان نہ ہو کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک چیز دوسری سے نزدیک ہوگئی یا دُور ہوگئی۔ یا یہ کہ وہ چیز اسکی طرف اونچی کیگئی یا اُس سے نیچی کی گئی +

متذکرہ بالا اصول متعارفہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر یہ مانا جائے کہ جسم عنصری جو ایک محدود المکان چیز ہے خدا کی طرف اونچا کیا گیا اور اٹھایا گیا۔ تو پھر لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ خدا بھی نعوذ باللہ محدود المکان اور جہت و اطراف کی قید میں مقید ہے۔ یعنے یہ کہ وہ آسمان پر ایک محدود جسم کی طرح بیٹھا ہوا ہے اور زمین سے حضرت مسیح کا محدود جسم جوں جوں آسمان کیطرف اونچا ہوتا گیا۔ لازماً خدا کیطرف بھی اُٹھتا گیا۔ کیونکہ خدا ہوا جو آسمان پر۔ جو چیز آسمان کیطرف اُٹھے گی وہ خدا کیطرف بھی اُٹھے گی +

اسی طرح جیسے کہ کوئی شخص کسی چوبارہ پر بیٹھا ہو اور دوسرا شخص نیچے سے زینہ کے ذریعہ چوبارہ کی طرف چڑھ رہا ہو۔ تو ظاہر ہے کہ جس جس طرح وہ شخص چوبارہ کی طرف چڑھتا جائے گا۔ اُسی طرح وہ چوبارہ پر بیٹھے ہوئے شخص کی طرف بھی چڑھتا جائے گا۔

اب دیکھو بالبداہت ظاہر ہوگیا کہ جسم عنصری جو ایک محدود المکان چیز ہے۔ اُس کی نسبت یہ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کیطرف اُٹھا اور اونچا ہوا۔ یا اُس سے نزدیک ہوا یا دُور رہا۔ کیونکہ اس طرح خدا کو لازمی طور پر محدود ماننا پڑے گا۔ لہذا جب کسی شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ خدا سے نزدیک ہوا یا دُور رہا۔ تو ہرگز ہرگز وہاں جسم کا فاصلہ بتلانا منظور نہیں ہوتا۔ اور نزدیک یا دور ہونے سے جسم کے فاصلہ کی کمی بیشی بتلانا منظور نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا کے حضور میں بلحاظ رتبہ اور قبولیت کے اُس شخص کا مقام ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ جب کبھی بھی خدا سے منسوب کرکے کسی چیز کو کہیں گے کہ وہ خدا سے دُور ہوگئی یا اُس سے نزدیک ہوگئی یا اُس کی طرف اونچی کی گئی تو وہاں ہرگز ہرگز کبھی یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ اس چیز کا محدود جسم خدا سے بلحاظ فاصلہ کے نزدیک ہوگیا یا دُور ہوگیا یا اونچا ہوگیا۔ بلکہ ہمیشہ وہاں یہی مُراد ہوگی کہ وہ چیز بلحاظ رتبہ اور تعلق اور قبولیت کے خدا سے نزدیک یا دور ہوگئی یا اس کے حضور میں بلند ہوگئی۔ ورنہ خدا تو جس طرح مومن کے لئے نحن اقرب الیہ من حبل الورید کے مطابق رگ جان سے زیادہ نزدیک ہے اُسی طرح کافر کی بھی رگِ جان سے نزدیک ہے کیا کافر اور لعنتی شخص کی رگ جان سے خدا دُور چلا جاتا ہے اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید سے زیادہ نزدیک اور کونسا مقام ہوسکتا ہے جو مقربین کو بالخصوص دیا جاتا ہی دیکھو یہ کیسا غلط محض عقیدہ ہے! چنانچہ تمام مسلمان بالاتفاق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرب الی اللہ کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ کسی شخص کا محدود جسم خدا سے بلحاظ فاصلہ کے نزدیک ہوگیا۔ یعنے اُس کا جسم زمین سے دو ہاتھ آسمان کی طرف زیادہ نزدیک ہوگیا۔ یا خدا کے مقربین کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہمالیہ کی بلند چوٹیوں پر جا چڑتے ہیں اور اس طرح خدا کے دربار سے جو آسمان پر لگا ہوا ہے نزدیک ہوجاتے ہیں پھر تو پہاڑی لوگ پیدائشی مقرب ہوتے اور خدا کے قرب کے لئے سب سے آسان راہ غبارہ بازی ہوتی۔ غرضکہ تمام لوگ اس کو لغو خیال سمجھتے ہیں اور ایسی باتوں کو قابل مضحکہ سمجھتے ہیں اور ایک پاگل دماغ کے تخیل کا نتیجہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا سے نزدیک ہونا بلحاظ فاصلہ کے کسی جسم عنصری کا۔ یہ محال اور بعید از عقل ہے۔ یہی بات اور ٹھیک یہی بات رفع الی اللہ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص قرب میں ترقی کرے گا۔ اس کا مرتبہ بلند ہوتا جائے گا اور وہ خدا کی طرف مراتب میں اونچا ہوتا جائے گا +

یہاں خدا کیطرف بلند ہونا اُنہی معنوں میں ہے جن معنوں میں خدا سے نزدیک ہوتا ہے۔ اگر جسم عنصری کا خدا سے نزدیک ہونے میں استبعاد عقلی لازم آتا ہے تو خدا کیطرف اُس کے بلند ہونے میں بھی تو استبعاد عقلی لازم آتا ہے۔ بات تو ایک ہی ہے قرب الی اللہ میں تو صاف کہتے ہیں کہ یہاں نزدیکی بلحاظ مرتبہ کے ہے۔ خدا جو غیر محدود ہے اس میں اور جسم عنصری جو محدود ہے اُس میں فاصلہ ماننا محال عقلی ہے ورنہ نعوذ باللہ خدا کو محدود ماننا پڑتا ہے۔ لیکن رفع الی اللہ میں وہ محال عقلی کہاں چلا جاتا ہے کیونکہ جسم عنصری کا جو محدود ہے خدا کیطرف جو غیر محدود ہے اُٹھنا اور اونچا ہونا فاصلہ کو چاہتا ہے اور یہ محال ہے ورنہ مانو کہ یہ اونچا ہونا جسم عنصری کا نہیں بلکہ قرب الی اللہ کیطرح مرتبہ کا بلند ہونا ہے۔ اب صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ جسم عنصری کا خدا کیطرف اُٹھنا اور اونچا ہونا محال عقلی ہے اور رفع الی اللہ کے یہ معنے کرنا کہ جسم عنصری کا خدا کی طرف اُٹھایا جانا بے عقلی کی دلیل ہے۔ اور ایک ناممکن امر کو پیش کرنا ہے جو بالکل عقل کے خلاف ہے اور خدا کی ذات پاک کو نعوذ باللہ محدود ٹھیرانا ہے۔ کیونکہ اس میں یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا محدود ہے۔ کیونکہ جب تک خود خدا محدود المکان نہ ہو یہ محال ہے کہ کوئی محدود جسم اُسکی طرف اُٹھے یا اُس سے دُور ہو۔ اور خدا اس سے پاک ہے۔ دیکھو

مسیح کو آسمان پر چڑھانے کے لئے نعوذ باللہ خدا کی
عزت پر حملہ کیا گیا۔ اُس کی صفات میں رخنہ اندازیاں
کی گئیں۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ سبحٰن
اللہ عما یصفون۔ سبحان اللہ و بحمدہٖ۔ اُسکی
ذات تمام نقصوں اور عیبوں سے پاک ہے۔ وہ
سبحان ہے۔ قدوس ہے۔ تمام تعریفیں اور تمام
خوبیاں اُسی کے لئے ہیں ۔ ؏

مولوی صاحب یہی توحید ہے؟ | سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے
کیا یہی توحید حق کا راز تھا؟ | جس پہ مدت سے تمہیں اک ناز تھا

کیا پاک ہے وہ ذات جس نے قرآن جیسی پاک
اور کامل کتاب اپنے پیارے اور برگزیدہ نبیوں کے
سردار حضرت نبی کریم صلعم پر اُتاری۔ اُس علیم حکیم نے
سینکڑوں برس پہلے تمام باطل جو وقتاً فوقتاً پیدا
ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اُن کے سر
کچلنے کے لئے اپنی حکیم کتاب میں حربے رکھ دئے ہیں
اگر بل رفعہ اللہ کہنا اس امر کے لئے کافی تھا کہ یہ رفع
رُوحانی بلحاظ مرتبہ کے بعد الموت واقع ہوا۔ جیسا کہ
والعمل الصالح یرفعہ۔ اور دوسری متذکرہ بالا
مثالوں سے ظاہر ہے مگر نہیں۔ یہیں تک نہیں رکھا
بلکہ الیہ فرماکر اور رفع کو اپنی طرف نسبت دیکر اس
باطل پر جو مولویوں نے مسیح ناصری کے جسم عنصری کو
آسمان پر چڑھانے کے لئے کھڑا کیا تھا۔ ایسا حربہ چلایا
کہ وہ بُت جو اندر سے کھوکھلا تھا۔ پاش پاش ہو گیا اور
باطل کی مورت ریزہ ریزہ ہو کر نیست و نابود ہو گئی۔
بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا
ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون ۵ بلکہ ہم
حق کو باطل پر دے مارتے ہیں پس باطل کا سر کچل دیا
جاتا ہے پھر اُسی دم وہ بھاگ نکلتا ہے۔ اور تم پر
افسوس ہے ان باتوں کی وجہ سے جو تم لوگ بیان کرتے ہو
کیا پاک جماعت تھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
کی۔ اُن پر سلام۔ کیا پاک تھا وہ خدا کا رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس کی پاک صحبت نے اس پاک جماعت
کی بابرکت عقل اور معرفت کو ایسا تیز کر دیا تھا کہ جہاں
سینکڑوں معرفت کے دریا اس برگزیدہ قوم سے
دُنیا میں رواں ہوئے۔ وہاں انھوں نے اس مسئلہ
کا بھی رسول اکرم صلعم کی وفات کے ساتھ ہی بالاجماع
فیصلہ کر دیا کہ حضور خاتم الانبیا صلعم سے پہلے تمام
رسول مر چکے۔ اور علی ہذا القیاس مسیح بھی۔ وہ عارف
باللہ لوگ خوب سمجھتے تھے رفع موت کے بعد ہی
ہوا کرتا ہے۔ میں چند مثالیں بیان کرتا ہوں۔ آمین
اگرچہ الی اللہ کا فیصلہ کن لفظ بھی نہیں۔ مگر اُن
معرفت کے پُتلوں نے رفع کو بعد الموت ہی سمجھا اور
اپنے کلام میں استعمال کیا۔ اور خوب سمجھا اور بہت
درست سمجھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا ۔

حضرت امام ابن قیم صاحب علم حدیث کے
ایک عظیم الشان امام گذرے ہیں۔ اور آئمہ محدثین میں
بہت بلند پایہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب کتاب الروح
میں ایک حدیث لاتے ہیں۔ وروی جریر عن منصور
عن ابی الضحی عن مسروق قال قال اصحاب
محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ ما ینبغی لنا ان
نفارقک فی الدنیا فاذا مت ورُفعت
فوقنا فلم نراک فانزل اللہ تعالی ومن یطع
اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۔ وقال
الشعبی جاء رجل من الانصار وھو یبکی الی
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ما یبکیک
یا فلان فقال یا نبی اللہ۔ واللہ الذی لا الہ
الا ھو لانت احب الی من اھلی ومالی واللہ
الذی لا الہ الا ھو لانت احب الی من نفسی
وانا اذکرک انا واھلی فیاخذنی کذا
حتی اراک فذکرت موتک وموتی فعرفت
انی لن اجامعک الا فی الدنیا وانک ترفع
فی النبیین وعرفت انی ان دخلت الجنۃ
کنت فی منزل ادنی من منزلک فلم یرد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فانزل اللہ
تعالی ومن یطع اللہ والرسول فاولئک
مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین
والصدیقین والشہداء والصالحین الی
قولہ۔ روایت کی جریر نے منصور سے اُس نے ابی
الضحی سے اُس نے مسروق سے۔ کہا کہ رسول اللہ
صلعم کے صحابہ نے عرض کی کہ ہم تو اس قابل نہیں کہ
حضور کی مفارقت دُنیا میں بھی برداشت کر سکیں
پھر جب حضور **مر جاوینگے** اور **حضور کا رفع**
ہم سے اوپر ہوگا۔ پھر ہم تو حضور کو نہ دیکھینگے۔ تو
اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔" اور جو کوئی اللہ اور رسو
کی اطاعت کرے گا پس یہی ہیں جو اُن لوگوں کے
ساتھ ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ نبیوں سے
صدیقوں سے۔ شہیدوں سے۔ صالحین سے اور
بہت اچھے ہیں یہ رفیق" ۔ اور شعبی نے کہا کہ ایک
شخص انصار میں سے نبی کریم صلعم کے پاس آیا۔ اور
وہ رو رہا تھا۔ پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا چیز
رُلاتی ہے تجھ کو اے فلاں۔ پس اس نے کہا کہ اے
نبی اللہ۔ اللہ کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں بیشک
حضور مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہیں
اور قسم ہے مجھے اللہ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں بیشک
حضور مجھے زیادہ محبوب ہیں میری اپنی جان سے۔ اور
میں اور میرے اہل حضور کا ہی ذکر کرتے رہتے ہیں اور
اسی طرح ہی لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ حضور کو دیکھ
لیتا ہوں پھر مجھے یاد آ گئی حضور کی موت اور اپنی
موت۔ پس میں سمجھا کہ میں حضور کے ساتھ ایک جگہ
جمع نہیں ہو سکتا۔ مگر صرف دُنیا میں۔ کیونکہ بیشک **حضور
کا رفع تو نبیوں میں ہوگا**۔ اور میں سمجھا کہ بیشک
میں اگر جنت میں بھی داخل ہؤا۔ تو بھی حضور کی منزل کی
ادنے منزل میں ہونگا۔ پس نبی کریم صلعم نے کچھ جواب
نہ دیا۔ پھر اللہ تعالے نے اُتارا۔" اور جو کوئی اطاعت
کرے گا اللہ اور رسول کی۔ پس یہی لوگ ہیں جو اُن لوگوں
کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالے نے انعام کیا۔ نبیوں
صدیقوں۔ شہیدوں اور صالحین سے" آخر قول
تک ۔

اب دیکھو یہاں صحابہ نے رفع کی کیسی وضاحت
کر دی۔ اللہ ان پر بہت بہت برکتیں نازل فرمائے۔ پہلی
جگہ مت ورُفعت قابل غور ہے۔ موت کے بعد
ہی رفع کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے اور وہ کیسی اچھی
طرح رفع کو سمجھتے تھے۔ پھر ترفع فی النبیین قابل غور
ہے۔ نبیوں میں رفع ہونا۔ صاف آئینہ کی طرح معاملہ کھول
دیتا ہے پھر اسی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کل نبیوں کا
رفع ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی رفع حضرت عیسےٰ کا انی
متوفیک ورافعک الی میں مذکور ہے۔ اور
یہی رفعہ اللہ الیہ میں بتلایا ہے۔ کوئی ہے سعید
روح جو فائدہ اٹھاوے۔ الیس منکم رجل رشید

حضرت امام ابن قیم صاحبؒ کتاب الروح میں ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ وذکر ابن ابی الدنیا من حدیث حماد ابن زید عن ھشام بن حسان عن یقظۃ بنت راشد قالت کان مروان المحلمی لی جارا وکان قاضیا مجتھدا قالت فمات فوجدت علیہ وجدا شدیدا قالت فرأیتہ فیما یری النائم ثم قلت یا اباعبداللہ ما صنع بک ربک قال ادخلنی الجنۃ قلت ثم ماذا قال ثم رُفعتُ الی اصحاب الیمین قلت ثم ماذا قال ثم رُفعتُ الی المقربین۔ اور ذکر کیا ابن ابی الدنیا نے حماد ابن زید کی حدیث سے۔ اس نے ہشام بن حسان سے اس نے یقظۃ راشد کی بیٹی سے اس نے کہا کہ مروان المحلمی میرا پڑوسی تھا اور قاضی اور مجتہد تھا۔ کہنے لگی کہ پھر وہ مر گیا۔ پس مجھے اس کے مرنے سے سخت غم ہوا۔ کہنے لگی پس میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا کہ اے اباعبداللہ۔ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے جنت میں داخل کر دیا۔ میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔ کہا کہ پھر اصحاب الیمین کیطرف میرا رفع کیا گیا۔ میں نے کہا کہ پھر کیا ہوا۔ کہا کہ پھر مقربین کی طرف میرا رفع کیا گیا ✤

اب دیکھو یہاں رُفعتُ الی اصحاب الیمین اور رُفعتُ الی المقربین کسقدر صفائی سے رفع کے معنوں کو ظاہر کرتا ہے ✤

پھر امام صاحب موصوف ایک اور واقعہ کتاب الروح میں بیان فرماتے ہیں۔ ولما مات محمد بن سیرین حزن علیہ بعض اصحابہ حزنا شدیدا فراٰہ فی المنام فی حال حسنۃ فقال یا اخی قد اراک فی حال یسرنی فما صنع الحسن قال رُفع فوقی بسبعین درجۃ۔ اور جب محمد بن سیرین فوت ہو گئے تو ان کے کسی دوست کو سخت رنج ہوا۔ پس ان کو خواب میں عمدہ حال میں دیکھا۔ پس کہا اے میرے بھائی میں آپ کو دیکھتا ہوں ایسے حال میں کہ مجھے خوش کُن ہے۔ پس بتاؤ حسن کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ کہا وہ مجھ سے ستّر درجہ اوپر رفع کیا گیا۔ اب دیکھو یہاں رفع کس صفائی سے رفع روحانی مابعد الموت بیان کرتا ہے ۔

پھر امام صاحب موصوف ایک اور واقعہ اپنی اُسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ فلما ماتت رابعۃ رأتھا امرأۃ من اصحابھا وعلیھا حلۃ استبرق وخمار من سندس وکانت کفنت فی جبۃ وخمار من صوف فقالت لھا ما فعلت الجبۃ التی کفنتک فیھا وخمار الصوف قالت واللہ انہ نزع عنی وابدلت بہ ھذا الذی ترین علی وطویت اکفانی وختم علیھا ورُفعتُ فی علیین۔ جب رابعہ مر گئیں تو ان کی صحبت میں بیٹھنے والیوں میں سے ایک عورت نے اُن کو دیکھا اس حالت میں کہ اُن پر دبیز ریشمی کپڑے کا حُلہ تھا اور باریک ریشمی کپڑے کی خمار تھی۔ حالانکہ اُن کی تکفین جبہ اور صوف کے خمار میں ہوئی تھی۔ پس اس عورت نے رابعہ سے کہا کہ وہ جبہ اور صوف کی خمار کیا ہوئی جن میں آپ کی تکفین کی تھی۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم بیشک اللہ نے اُسے مجھ سے الگ کر دیا اور اس کے بدلے میں یہ پہنایا جو تم مجھ پر دیکھتی ہو اور میرے کفن کو لپیٹ کر اُس پر مُہر کر دی۔ اور میرا رفع علیین میں کیا گیا ✤

اب دیکھو یہاں رُفعتُ فی علیین نے معاملہ کیسا صاف کر دیا ہے کہ در اصل رفع کسی انسان کا ہمیشہ بعد الموت ہوا کرتا ہے اور وہ رُوح کا مراتب عالیہ پر پہنچنا ہے نہ کسی جسم عنصری کا اوپر اُٹھنا ✤

بالفعل ایک سعید الفطرت انسان کے لئے اسی قدر مثالیں کافی سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم اور صحابہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اُس میں اذا مِتَّ و رُفعتَ اور ترفع فی النبیّین۔ قابل غور ہے ✤

صاف نظر آجاتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم اور آپ کے صحابہ رفع کو کیا سمجھتے تھے اور کس محل اور کن معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ دوسرے واقعات مذکورہ بالا سے علی ہذا القیاس روز روشن کیطرح پتہ لگ جاتا ہے کہ سلف صالحین رفع سے کیا سمجھتے تھے اور کس محل اور کن معنوں میں استعمال کرتے تھے۔ اور خود رفع شدہ بزرگوں کی روحوں کی گواہی کس قدر عظیم الشان ہے۔ اور نظر آجاتا ہے کہ رفع سے کیا مُراد ہوا کرتا ہے۔ ان تمام بینات اور بدیہات پر رفع کے ساتھ الی اللہ کا لفظ فیصلہ کن ہے جس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں رہتی ✤

اللہ تعالےٰ عالم الغیب علیم حکیم جانتا تھا۔ کہ چودہویں صدی کے مولویوں نے حیات وممات کا فتنہ اُٹھانا ہے اس لئے اُس نے اپنی حکیم کتاب میں رفعہ اللہ کے ساتھ الیہ لگا کر کسی چون وچرا کی گنجائش رکھی ہی نہیں۔ اور باطل کو ہمیشہ کے لئے ناکام ونامراد خائب وخاسر کر دینے کے لئے رفع کو اپنی طرف منسوب کیا۔ تاکوئی جھگڑا ہی باقی نہ رہے۔ کیونکہ جسم عنصری کا جو محدود ہے خدا کیطرف اُٹھنا نعوذ باللہ خدا کو محدود گردانتا ہے اور یہ بالبداہت باطل اور خلاف عقیدہ مذہب اسلام اور جمہور اہل اسلام بالاتفاق ہے۔ سبحان اللہ عما یصفون۔ واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

راقم خاکسار بشارت احمد عفی اللہ عنہ
اسسٹنٹ سرجن

قادیان کی سیر

عالم اسلام کے موجودہ تباہی خیز مصائب سے اثر پذیر ہو کر یاس واندوہ سے بھرے ہوئے تفکرات کے ہجوم نے میرے مرکز دماغ کو چند دنوں سے اس مسئلہ پر غور کرنے کو تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ کہ جب اسلامی سلطنتیں یکے بعد دیگرے عیسائی یورپ کے مقابلے میں مغلوب وپست ہو کر مٹتی چلی جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ لازمی طور پر اسلام کا قطعی زوال ہے۔ تو پھر اب سوائے اس کے کہ یورپ کے مقابلے میں مسلمان جنگ وجدل کے میدان میں قطعی شکست کھا چکے ہیں۔ اسے چھوڑ کر کوئی اور ایسی صورت یورپ کے ساتھ کامیاب مقابلے کی مسلمانوں کے لئے پیدا ہو سکتی ہے۔ جو کہیں بڑی حد تک اسلام کو معرض زوال سے بچ جانے کی تسکین دے سکے

میں نے اس مسئلہ پر جہاں تک غور کیا مجھے سوائے اس کے اور کوئی مفید طریقہ ڈیفنس اسلام کا نظر نہیں آیا۔ کہ اگر مسلمان بجائے توپ وتفنگ کے سیف زبان کے حربے کو لیکر تبلیغ مذہب کی لائینوں پر عیسائی یورپ پر یورش کر دیں۔ تو کہیں بڑی حد تک

16

کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یورپ صلیب پرستی عیسائیت کے کفارہ کی ناقابل فہم زنجیروں کو توڑ کر اب بچانوے فیصدی کی حد تک دہریہ پن کی مادی مسرتوں کے زلف گرہ گیر میں اسیر ہو چکا ہے۔ اور شہزادۂ امن کی عیسائیت محض اب مادہ پرستی کی ملک گیرانہ بوالہوسی کی شاہراہ دنیا میں طیار کرنے کی غرض سے یورپ کی سلطنتوں و قوموں کے اوپر حکمرانی کرنے کی مستحق بنی ہوئی ہے۔ ورنہ مذہبی حیثیت سے تو مادہ پرست یورپ اسے بنی نوع انسان کے لیے لعنت خیال کرتا ہے۔ اگر آج یورپ کی ڈپلومیٹی ڈکشنریوں کے ٹائیٹل پیج کے اوراق میں عیسائیت کے درخشاں نام کے رکھنے کی ضرورت نہ رہے تو اس کے ساتھ یہ بھی لازمی ہو جائے گا۔ کہ یورپ کے پبلک و سرکاری ایوانوں سے تثلیثی علم اتار کر پھینک دیئے جائیں۔ اور سلطنتوں کی گود میں پرورش پانیوالی تبلیغی مسیحی مشن کی بھیڑوں کو ایوانِ سلطنت سے کان پکڑ کر نکالدیا جائے۔ اور انھیں کہہ دیا جائے کہ وہ اب لق و دق صحراؤں کے گھانس و پھونس کو چر چگ کر اپنا گذارہ کریں۔ مگر ساتھ اس کے اب یہاں یہہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر اپنے قدیمی مذہب عیسائیت سے یورپ طبعاً اس قدر بیزار ہو چکا ہے۔ تو اسے اسلام سے کیوں ایسی سخت نفرت ہے۔ کہ وہ پیروان اسلام کی سلطنتوں کو ملیامیٹ کرنے پر تل گیا ہے اور تمام اسلامی ممالک کے معابد و مساجد پر بجائے ہلالی کے صلیبی علم گاڑنا چاہتا ہے۔ تو اس کے وجوہات میرے خیال میں یہ ہیں +

کہ یورپ کو سوائے اس کے کہ بانی اسلام یا قرآن مجید کا نام سنا ہو۔ اصول اسلام کا حقیقی معنی میں قطعاً کوئی علم نہیں۔ اور جو کچھ ہے۔ وہ حضرات پوادری کی مہربانی سے اس وضع میں ہے کہ اسلام ایک وحشی اور خونخوار مذہب ہے۔ جو اپنے پیرووں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا کے باقی تمام مذاہب اور مخالف اسلام قوموں کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے اس اعتقاد پر قائم ہونے کی سردست دلیل اسے مسلمانوں کی گذشتہ فاتحانہ عالمگیری ریس میں ملتی ہے۔ جس کی بنا پر اسلام پر یہ بہتان باندھا گیا ہے۔ کہ اسلام دنیا میں بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ محض اس خطرے کو محسوس کر کے کہ کہیں مسلمان پھر سنبھل کر اسی اپنے خونی مذہبی مشن کو لے کر یورپ پر نہ ٹوٹ پڑیں۔ یا یورپ کے افریقی و ایشیائی مقبوضہ ممالک کو نہ چھین لیں۔ یورپ نے علاج واقعہ قبل از وقوع کے اصول پر کمر باندھ کر اسلامی سلطنتوں کو ملیامیٹ کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اور چونکہ اسے اپنے قدیمی مذہب مسیحیت کے مقابلے میں اسلام کو نہایت ہی مکروہ وضع میں دکھایا گیا ہے۔ اس لئے یورپ اسلام کیطرف باوجود عیسائیت سے اصولاً منحرف ہونے کے اسے نہیں لے سکتا۔ چونکہ عیسائیت نے اپنے اکلوتے فرزند پادریوں کی قربانی یورپ کے جوع الارضی کے دفعیہ کے لئے منظور کر رکھی ہے۔ اس لئے وہ مادہ پرست یورپ کو نہایت عزیز ہے۔ اور اس کے حریف مذاہب کو ملیامیٹ کرنے کو اس نے سیاسی پہلو سے ضروری خیال کر لیا ہے +

مگر یہ حالت اس وقت تک یورپ میں قائم رہ سکتی ہے جب تک کہ اسلام کی اصلی و حقیقی تعلیم اسکے سامنے پیش نہ ہو۔ یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر قرآن مجید کے اسلام کی حقیقت یورپ کے ذہن نشین کرنے کو ایک زبردست مشن یورپ میں قائم ہو جائے۔ تو معاملہ فہم یورپ آخر عیسائیت کے سیاسی پھندے کو توڑ کر اسلام کی حلقہ بگوشی میں آجائے گا۔ جس سے اسلام کی فتح یورپ کیا بلکہ ساری دنیا میں ہو جائے گی +

میں بہت عرصے سے احمدی جماعت سے برادرانہ الفت و محبت رکھنے کا اس وجہ سے عادی ہو گیا تھا کہ اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقوی میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لیے ہوئے ہے۔ اس لئے اکثر میرے دل میں احمدی جماعت کے مرکز قادیان کو دیکھنے کا شوق رہتا تھا۔ جسکی تحریک مجھ سے چند مرتبہ میرے بعض احمدی دوست بھی کر چکے تھے۔ مگر وہ خیال ایک کمزور قسم کا تھا۔ شاید ہی مجھے قادیاں لیجانے پر کامیاب ہوتا۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ عالم اسلام کی خطرناک تباہ انگیز پالیسی نے مجھے اس اصول پر قادیان جانے پر مجبور کیا۔ کہ احمدی جماعت جو بہت عرصے سے یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ وہ دنیا کو تحریری و تقریری جنگ سے مغلوب کر کے اسلام کا حلقہ بگوش بنائے گی۔ آیا وہ ایسا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ جس کا ایک معزز ممبر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر لاہور اپنے عظیم الشان مادی فوائد کو ترک کر کے یورپ میں اشاعت اسلام کے مشن کو لے کر چلا گیا ہے +

اس تصویر کی زبردست کشش نے آخر کار گزشتہ ہفتہ میں مجھے امرتسر سے کھینچکر قادیان میں لیجا کر کھڑا کر دیا۔ جہاں میں اور میرا رفیق مولوی ضیاء اللہ صاحب بٹالہ کے اسٹیشن سے بذریعہ یکہ قادیان میں پہنچے اور مفتی محمد صادق صاحب کے مہمان بنے +

مفتی محمد صادق صاحب کی مشفقانہ مہمان نوازی کے صدقے جہاں ہمیں قادیان میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ وہاں ان کے ذریعے مولوی نورالدین صاحب اور صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی ملاقات کی عزت حاصل کرنے کا پورا موقع ملا۔ مفتی صاحب کے ہم از حد مشکور ہیں +

مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میںنے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصتہ للہ کے اصول پر نظر آیا۔ کیونکہ مولوی کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے۔ اور ان کے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایک ایسا زبردست جوش ہے۔ جو معرفت توحید کے شفاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے سبے ریا سینے کے ابل ابل کر تشنگانِ معرفت توحید کو فیض یاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے۔ تو قرآن مجید کی سادگی [illegible] کہ مولوی صاحب موصوف میں دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں۔ کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان ہے۔ اور نہایت ہی زبردست فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر قرآن مجید کی میں نے ان سے درس قرآن مجید کے موقعہ پر سنی ہے غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت اسوقت رکھتے

ہونگے - مجھے زیادہ تر حیرت اس بات کی ہوئی - کہ ایک اسی سالہ بوڑھا آدمی صبح سویرے سے لیکر شام تک جس طرح لگاتار سارا دن کام کرتا رہتا ہے وہ متحدہ طور پر آج کل کے تندرست و قوی ہیکل و ذہین نوجوانوں سے بھی ہونا مشکل ہے - میں کام کرنے کے متعلق مولوی صاحب کو غیر معمولی طاقت کا انسان تو نہیں سمجھتا - لیکن اپنے فرض کی ادائگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت صحابہ کا پورا پیرو کہتے ہیں اگر منافقت کروں - تو یقیناً میں صداقت کا خون کرنے والا ہو جاؤں - مولوی صاحب کے تمام حرکات و سکنات میں صحابہ علیہم السلام کی سادگی اور بے تکلفی کی شان پائی جاتی ہے - اس نے نہ اپنے لئے کوئی تمیزی نشان مجلس میں قائم کر رکھا ہے - نہ کسی امیر و غریب کے لئے - اور نہ تسلیم یا کورنش اور قدمبوسی جیسی پیر پرستی کی لعنت کو وہاں جگہ دی گئی ہے

صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سے بھی ملکر ہمیں از حد مسرت ہوئی - صاحبزادہ صاحب نہایت ہی خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں - علاوہ خوش خلقی کے کہیں بڑی حد تک معاملہ فہم و مدبر بھی ہیں - علاوہ دیگر باتوں کے جو گفتگو صاحبزادہ موصوف کے اور میرے درمیان ہندوستان کے مستقبل پر ہوئی - اسکے متعلق صاحبزادہ صاحب نے جو رائے اقوام عالم کے زمانہ ماضی کے واقعات کی بنا پر ظاہر فرمائی وہ نہایت ہی زبردست مدبرانہ پہلو لئے ہوئے تھی - صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے از راہ نوازش بہت کچھ ہی مخلصانہ پیرائے میں یہ خواہش ظاہر فرمائی - کہ میں کم از کم ایک ہفتہ قادیان میں رہوں - اگرچہ بوجوہ چند در چند میں انکے ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہا - مگر صاحبزادہ صاحب کی اس بلند نظرانہ مہربانی و شفقت کا از حد مشکور ہوں صاحبزادہ صاحب کا زہد و اتقا اور انکی وسعت خیالات سادگی ہمیشہ مجھے یاد رہے گی ✤

مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز سے ملنے کی مجھے نہایت ہی تمنا تھی - مگر افسوس بڑی مسجد میں باوجود ان سے مصافحہ کرنے کے انھوں نے یہ دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی - کہ ایک مسافر مسلمان جوان سے بڑھ کر نہایت گرم جوشی سے مصافحہ کر رہا ہے - وہ کون ہے - اس لئے صرف ان کی زیارت ہی نصیب ہوئی - اور مکالمے کی عزت نصیب نہ ہوئی - حضرت اکمل صاحب سے کافی ملاقاتیں ہوئی اور انھوں نے جو کچھ مہربانی نہایت فراخدلی سے میری مسافرانہ حالت پر فرمائی - اس کا میں مشکور ہوں ✤

علاوہ اس کے میں نے قادیان کی احمدی جماعت کی اس جد و جہد کو دو دن میں بکمال غور و خوض دیکھا جو وہ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے قیام کے ذریعے دُنیا میں حقیقی اسلامی قوم پیدا کرنے کی مدعی بنکر کر رہی ہے - اس اپنے عملی پروگرام کو پورا کرنے کی مستعدی میں احمدی جماعت قابل مبارکبادی کے ہے - کیونکہ جہاں ہائی سکول میں مسلمان طالب علموں کو مروجہ دنیاوی علوم کی تعلیم دی جارہی ہے وہاں نہایت ہی اعلےٰ پیمانے پر قرآن مجید کی باقاعدہ مفسرانہ تعلیم کے ذریعے حقیقی فلسفۂ اسلام سے ان کے دل و دماغ معمور کئے جارہے ہیں - علاوہ اپنے لائق ماسٹروں و ٹیوٹروں سے اسلامی تعلیم و تہذیب کے سیکھنے کے ہر ایک ہائی سکول کا طالب علم نماز عصر کے بعد نماز شام تک مولوی نورالدین صاحب کے آگے بڑی مسجد میں ان کے باقاعدہ درس قرآن شریف کے وقت زانوئے شاگردی تہ کرنے کو پابند کیا گیا ہے - اور ہائی سکول قادیاں کے طالب علم کو روزانہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے - کہ جس اسلام کے ارکان مذہبی کی ادائگی تم سے حکماً سکول میں کرائی جاتی ہے - وہ فطرتاً تم پر قوانین قدرت نے زندگی کے باقی لوازمات سے بڑھ کر بطور ایک زبردست و اہم فرض کے عائد کر دیئے ہیں - یہ نہیں - کہ علیگڈھ کالج کے طلباء کیطرح ان سے نماز تو جبراً پڑھائی جائے اور نماز کے پڑھنے کی ضرورت فلسفہ فطرت کے رو سے انھیں نہ سمجھائی جائے - جس سے علیگڈھ کالج کے طلباء کی طرح وہ نماز کو ایک زبردستی بیکار تصور کرتے ہوئے اسلام کے متعلق نفرت کا بیج دل میں بونے پر مجبور ہوں - کیونکہ ڈاروں و بیکن کے فلسفے کو پڑھنے والے طالب علموں سے مان نہ مان - میں تیرا مہمان کے اصول پر ارکان مذہبی کی پابندی پر جبر کرنا اصولاً انھیں اسلام سے متنفر کرتا ہے - اس اصول پر انگریزی اسلامی سکولوں و کالجوں پر قادیان کے ہائی سکول کو اسلامی پہلو سے وہ برتری حاصل ہے کہ جس کی گرد کو باقی اسلامی انگریزی سکول و کالج نہیں پہنچ سکتے ✤

مدرسہ احمدیہ چونکہ خالص مذہبی تعلیم کا مدرسہ ہے اس لئے میں ہندوستان کی باقی مذہبی درسگاہوں پر اسے چنداں فوقیت نہیں دے سکتا - مگر میرے خیال میں فلسفۂ قرآن کے سمجھنے میں اس کے طالب علم باقی مذہبی درسگاہوں سے بہت فائدہ میں ہیں - جبکہ انھیں خاص طور پر اسکے متعلق بہت سے عمدہ ذرائع تفسیر حاصل ہیں - جو ہندوستان کی دیگر مذہبی درسگاہوں کے طلباء کو حاصل نہ ہونگے ✤

عام طور پر قادیان کی احمدی جماعت کے افراد کو دیکھا گیا - تو انفرادی طور پر ہر ایک کو توحید کے نشے میں سرشار پایا گیا - اور قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں مَینے قادیان میں دیکھی - کہیں نہیں دیکھی - صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی مسجد میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو مَینے بلا تمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا دونو احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سیکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا موثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا - حتی کہ احمدی جماعت کے تاجروں کا صبح سویرے اپنی اپنی دکانوں اور احمدی مسافر مقیم مسافر خانے کی قرآن خوانی بھی ایک نہایت پاکیزہ سین پیدا کر رہی تھی - گویا صبح کو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا - کہ قدسیوں کے گروہ در گروہ آسمان سے اُتر کر قرآن مجید کی تلاوت کر کے بنی نوع انسان پر قرآن مجید کی عظمت کا سکہ بٹھانے آئے ہیں - غرض احمدی قادیان میں مجھے قرآن ہی قرآن نظر آیا ✤

پیر پرستی کا نرالا ڈھنگ جو ہندوستان میں مسلمانوں کی شامت اعمال سے ہندوستان کے بڑے بڑے اولیاؤں کی مزاروں کے ذریعے انکے جانشینوں اور خلیفوں نے ڈالکر اپنے طرز عمل سے اسلامی توحید کی مٹی پلید کر رکھی ہے - مَینے اپنے دو دن کے قیام میں اس کا کوئی شائبہ عملی صورت میں نہیں دیکھا - مرزا صاحب کی قبر کو بھی جا کر دیکھا - جس پر کوئی عالیشان یا معمولی روضہ نہیں بنایا گیا - اپنے گرد نواح

کی قبروں سے اسے کسی قسم کی نمایاں خصوصیت نہیں تھی۔ اور نہ کسی مجاور یا جاروب کش کو وہاں پایا۔ نہ کسی کو زیارت کرتے یا دعا مانگتے دیکھا۔ مَیں نے نہایت غور سے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قبر کے سرہانے کو دیکھا۔ کہ کہیں پرستش کی مستحق قبروں کی طرح اس قبر پر بھی چراغ جلایا جاتا ہو۔ مگر مَیں نے اس کا کوئی نشان نہ پایا۔ علاوہ اسکے میرے روبرو تو نہ مولوی نورالدین صاحب سے کسی نے تعویذ لینے کی استدعا کی۔ اور نہ خود بخود کسی سائل یا مریض کو انھوں نے لکھدیا۔ اور نہ کسی پر جھاڑ پھونک کی۔ بس ہر ایک معالجے میں علاوہ بیماروں کو علاج بتانے کے خداوند تعالےٰ سے دُعائیں مانگنے کا زور تھا۔ جسکے لئے مولوی نورالدین صاحب نے اپنے آپ کو مخصوص نہیں بنا رکھا ؛

ہاں ایک بات کہیں حد تک پیر پرستی کی بُنیاد آیندہ قادیان میں قائم ہو جانے کے متعلق مجھے نظر آئی۔ وہ الحکم کے ایڈیٹر کا ایک مطبوعہ اشتہار تھا۔ جو قادیان میں بہت جگہ چسپاں پایا گیا۔ جو صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب کے سفرِ حج سے بخیر و عافیت واپس آنے کی مبارکبادی کے لئے شائع کیا گیا۔ جس کا مفہوم لڑکے دی للّج جیسے پنجابی فقرہ اور باقی سیاق عبارت سے پیر پرستی کے خط و خال کو نمایاں کر رہا تھا مجھے افسوس ہے کہ کیوں ایک ایسے اشتہار کی اشاعت اس حد تک جائز رکھی گئی ہے کہ وہ بہت دنوں سے خدا پرست قادیان کی دیواروں کو چمٹا ہوا ہے۔ خصوصًا مولوی نورالدین صاحب اور صاحبزادہ صاحب نے اسے اکھڑوا ڈالنا چاہیئے تھا۔ اس کو دیکھ کر مجھے خوف پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں یہ پیر پرستی کی کمزور سی چنگاری بڑھتے بڑھتے سارے قادیان کو بھسم نہ کر ڈالے۔ جو غالبًا مولوی نورالدین صاحب کی اس دنیا سے رحلت فرمانے کی انتظار میں ہے۔ جس کا تدارک امید ہے۔ کہ صاحبزادہ صاحب ابھی سے فرمادینگے۔ ؎١

اس ایک خفیف مگر برائے نام نقص کے علاوہ باقی جو کچھ مَیں نے احمدی قادیان میں جا کر دیکھا۔ وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔ اور جس طرف نظر اٹھتی تھی۔ قرآن ہی قرآن نظر آتا تھا۔ غرض قادیان کی احمدی جماعت کو عملی صورت میں اپنے اس دعوے میں کہیں بڑی حد تک سچا ہی سچا پایا۔ کہ وہ دُنیا میں اسلام کو پُرامن صلح کے طریقوں سے تبلیغ و اشاعت کے ذریعے ترقی دینے کے اہل ہیں۔ اور وہ ایسی جماعت ہے۔ جو دُنیا میں عملاً قرآن مجید کے خالصتہً للہ پیرو اور اسلام [illegible] ہے۔ اور اگر تمام دُنیا اور خصوصًا ہندوستان کے مسلمان یورپ میں اشاعت اسلام کے ان کے ارادوں کی عملاً مدد کریں۔ تو یقینًا یورپ آفتاب اسلام کی نورانی شعاعوں سے منور ہو جائے گا۔ اور اس خونخوار مسیحیت کو جو اپنے مادہ پرست نام لیوا ایجوں کی بوالہوسی کو پورا کرنے کی خاطر اسلامی ممالک کو تاخت و تاراج کرنے اور اسلام کا نام دُنیا سے مٹانے پر تل پڑی ہے۔ اس طریقے سے شکست فاش ہوگی جس کے متعلق احمدی جماعت کا ایک معزز ممبر خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان بیٹھے ہوئے اپنی جماعت سے امداد کی اپیلیں کر رہا ہے ؛

آخیر میں میں ناظرین کی خدمت میں یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مَیں نے جو کچھ اس وقت رائے ظاہر کی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے مریدی کے حلقے سے باہر ہونے کی حیثیت میں کی ہے۔ مَیں نے قادیان کو اس اصول پر نہیں دیکھا۔ کہ مرزا صاحب کے دعوئ مسیح موعود یا مہدی مسعود کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق قادیان کو دیکھ کر کوئی نتیجہ اپنے دل میں اخذ کروں۔ بلکہ صرف اپنے مذکورہ بالا خیال کی کشش کے باعث وہاں گیا۔ اور احمدی جماعت کو اس کے اہل پایا۔ اور اسے خالص اسلامی جماعت کے جلوے میں دیکھا۔ خواہ اس جماعت کا بانی اپنے ذاتی دعوے میں حق بجانب تھا یا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر عالمگیر اسلامی اصول کی بنا پر اس نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور اسلام کی خدمت کو عملی طور پر کام کرنیوالے زبردست مشن کی بُنیاد دُنیا میں ڈال گیا ہے۔ اس اصول پر مرزا صاحب کی بہت بڑی بھاری عزت میرے دل میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور انھیں میں اسلام کا سچا خادم تسلیم کرتا ہوں۔ گو ان کے ذاتی دعوے مسیح و مہدی سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ جو یقینًا افترا پر مبنی نہیں تھا۔ ؎٢ اسلام کو ترقی دینے کی پالیسی یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ جو اسلام کے کمال ضعف کو دیکھ کر سخت جوش کیوجہ سے مجبورًا سرزد ہو گیا۔ مگر جو کچھ ہوا نیک نیتی سے ہوا۔ کیونکہ ان کے کام کا نتیجہ یہی شہادت دیتا ہے ؛

خاکسار محمد اسلم از امرتسر

نوٹ ؎١ اڈیٹر صاحب الحکم کے مخلصانہ جوش کے الفاظ کو کسی شرک کی بنا ڈالنے والا سمجھنا کسی صورت میں ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ غالبًا ہمارے نامہ نگار کبھی کسی مرشد کے مرید نہیں ہوئے جو وہ اُس اخلاص کے جوش کو گاہے اپنے اندر محسوس کر سکتے۔ جو ایک مرید کو اپنے مرشد اور اسکے ان لواحقین سے ہو سکتا ہے جو شعائر اللہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ ایڈیٹر

نوٹ ؎٢ ہم نے اسلم صاحب کی تمام تحریر کو ان کی درخواست کے مطابق بلا کم و کاست چھاپ دیا ہے۔ انھوں نے اچھا کیا کہ غیر احمدیوں کے فتووں سے بچنے کے واسطے یہ ظاہر کر دیا کہ باوجود سلسلہ احمدیہ کے افراد کی اتنی خوبیوں کے دیکھنے کے وہ ان کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو رائے حسنِ ظن کی اُنھوں نے قائم کی ہے وہ ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ برہمو صاحبان تمام انبیاء کے متعلق اپنی رائے ظاہر کیا کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں سمجھ سکتا کہ اگر اس نگاہ سے انبیاء کو دیکھا جائے تو پھر کس نبی کو سچا ماننا اسلم صاحب کے نزدیک ضروری رہ جاتا ہے۔ بہرحال ہم ان کے مشکور ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار صفائی سے کر دیا۔ اور وہ بھی اخبار بدر میں چھپنے کے واسطے ؛ (ایڈیٹر)

عیسائیوں کو خطاب

عیسیٰ کو تم خدا کا بیٹا بنا رہے ہو
بیٹے کو پھر خدا کے سولی چڑھا رہے ہو

کس واسطے تم اپنی عزت گنوا رہے ہو
اب جاؤ گھر میں بیٹھو کیا راگ گا رہے ہو

توحید کی نہ تم سے ہرگز مٹے گی ہستی
ممکن نہیں مسلماں چھوڑیں خدا پرستی

(سید لائق حسین قوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

تقریر حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۲۶- دسمبر ۱۲ء بعد نماز ظہر در جلسہ)

ایام جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی دوسری تقریر

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ- اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- (اس موقعہ پر کسی شخص نے ایک کارڈ پر پنسل سے یہ الفاظ لکھے ہوئے آپکے سامنے پیش کئے "کچھ لوگوں کا منشا ہے کہ آپ کچھ قرآن پڑہیں" اس تحریر پر کسی کا نام تھا اور چونکہ دست بدست کئی واسطوں سے پہنچی- اس لئے فرمایش کنندہ کا حال معلوم نہ ہوا کہ کون تھے- وہ کارڈ اس وقت موجود ہے) کوئی مجھے کہتا ہے کہ تم قرآن شریف سناؤ- قرآن شریف سنانا اور خوش آوازی سے پڑھنا تو حافظوں اور قاریوں کا کام ہے- میں جو کچھ سناتا ہوں درد مند دل لیکر سناتا ہوں- میں ایک درد دل رکھتا ہوں- مجھ کو کن رس باتوں سے دلچسپی نہیں- دل رس باتوں سے دلچسپی ہے مگر قدرت کی بات ہے کہ اس وقت جو منشاء ظاہر کرنا تھا- اس میں بھی تلاوت کا ہی لفظ آتا ہے- اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

اتل ما اوحی الیک من الکتٰب واقم الصلوٰۃ ط ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ط ولذکر اللہ اکبر ط واللہ یعلم ما تصنعون ٥ ولا تجادلوا اھل الکتٰب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منھم وقولوا اٰمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰھنا والٰھکم واحد ونحن لہ مسلمون ٥ وکذٰلک انزلنا الیک الکتٰب ط فالذین اٰتینٰھم الکتٰب یؤمنون بہٖ ومن ھٰؤلاء من یؤمن بہٖ ط وما یجحد باٰیٰتنا الا الکٰفرون ٥ وما کنت تتلوا من قبلہٖ من کتٰب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون ٥ بل ھو اٰیٰت بیّنٰت فی صدور الذین اوتوا العلم ط وما یجحد باٰیٰتنا الا الظٰلمون ٥ وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہٖ ط قل انما الاٰیٰت عند اللہ ط وانما انا نذیر مبین ٥ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلٰی علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکرٰی لقوم یؤمنون ٥ کل کی تقریر پر ہی میں بقیہ بیان کرنا چاہتا تھا- اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے توفیق دی- فہم- فراست- وقت- زبان- صحت عطاء ہوئی تو میں اس حصہ کے پورا کرنے کا اب بھی ارادہ رکھتا ہوں- لیکن اس وقت کسی نے کہا- قرآن پڑھ کر سناؤ- اللہ تعالےٰ نے مجھ کو توفیق دی اور کہا- اتل ما اوحی الیک من الکتٰب میری کتاب پڑھ دو- اللہ تعالےٰ کی کتاب ایسی ہے کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ نہ آیندہ اس کو کوئی چیز باطل کرنے والی پیدا ہوگی نہ پہلے کوئی ایسی چیز پیدا ہوئی ہے جس سے یہ باطل ہوتی ہو- ایسی کتاب کے پڑھنے میں ہم کو کوئی شرم نہیں آتی جو مذہب ہم نے پیش کیا ہی اس کے پیش کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو سکتا- میرے دل میں کامل ایمان اور یقین سے یہ بات ہے کہ اس کتاب کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف پر مجھے ایمان اور اس پر کامل محبت ہے اور اسکے کسی ایک حرف پر بھی مجھ کو کبھی اعتراض ہوا ہی نہیں- محبوب کی ساری کی ساری ہی ادائیں دلربا ہوتی ہیں- کوئی کہتا ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

قرآن کریم میں جہاں دیکھتے ہیں دلربایات موجود ہے میں نے اس کتاب کے سمجھنے میں دھوکا نہیں کھایا میں نے اس کے سمجھنے میں جلد بازی نہیں کی- میں نے قرآن کریم سے محبت کرنے میں عاقبت اندیشیوں سے کام لیا ہے- ایک سہل بات بتاتا ہوں- اس کتاب پر عمل کرکے صحابہ کرامؓ دنیا میں کیسے عظیم الشان ہوئے- صحابہؓ نے اس پاک کتاب کی اتباع سے دنیا میں زلزلہ ڈال دیا- بڑے بڑے بہادر سورما ان کے سامنے کس طرح ذلیل ہوتے تھے یہ نتیجہ اسی بات کا تھا کہ وہ اس کتاب پر عملدرآمد کرتے تھے- اس کتاب کو پڑھ کر ہزاروں غوث بنگئے- قطب- ولی بنگئے- اس کتاب کی طفیل لوگوں نے خدائے تعالےٰ سے باتیں کیں اور خدا تعالےٰ نے ان سے کیں- یہ کہنا کہ ہم سائنس پڑھیں تب اس سے نفع اٹھائیں غلط بات ہے- تم جانتے ہو وہ غوث- قطب- نبی- ولی جو کروڑوں مخلوق کے ہادی ہے کیا وہ سائنس پڑھ کر بنے- سائنس والے آج ایک بات پر زور دیتے ہیں دوسرے دن اسی کو جھوٹ ٹھیرا دیتے ہیں- ایک یقین پر کبھی ٹھیرتے ہی نہیں- پرانے لوگ کہتے ہیں زمین ساکن ہے آسمان متحرک ہے- اب کہتے ہیں آسمان ساکن ہے زمین متحرک ہے- یہ ان کا حال ہے بڑا مسئلہ ان کے نزدیک مادہ کا تھا- مادہ کی حقیقت بیان کرنے میں اگلے پچھلے سب حیران ہیں کہ وہ ہے کیا؟ اسی واسطے اس قوم کی کوئی جماعت دنیا میں قائم نہیں ہوئی- پھر خشیۃ اللہ کا حصہ پاک عادات کا حصہ خدائے تعالےٰ سے مکالمہ کا حصہ- خدائے تعالےٰ کی جناب میں دعاؤں کی قبولیت کا حصہ ان کو نصیب ہی نہیں ہوا- اس کتاب یعنے قرآن کریم کو ماننے والے کئی گروہ ہو سکتے ہیں- ایک عامی لوگ اگر اس کو مانیں اور اس پر عامل ہوں تو مکالمہ الٰہی سے مشرف ہو سکتے ہیں- سچی خوابیں آتی ہیں- فرشتے باتیں کرتے ہیں اگر کوئی اس بات کو نہ پہنچا ہو تو کم سے کم اس کی نسبت یہ تو ضرور کہا جاتا ہے کہ یہ نیک آدمی ہے- خدا پرست آدمی ہے- یہ دغا باز آدمی نہیں یہ بدمعاش آدمی نہیں- یہ قابل اعتماد انسان ہے- جو جھوٹ نہیں بولے گا فریب نہیں کرے گا دنیا کو دین پر مقدم نہیں کرے گا کوئی جعلسازی نہ کرے گا- کسی کا حق نہیں رکھے گا تو ایسی کوئی قوم نہیں کہ اس کو کہے کہ یہ برا آدمی ہے پس قرآن کا عمل ہر شخص کے لئے بڑا دلربا ہے- ایک وہ لوگ ہیں جو صرف و نحو اور اس کی فصاحت و بلاغت کی طرف متوجہ ہیں- کوئی معانی و بیان و بدیع کی طرف متوجہ ہے- یہ تو دنیا میں اعلےٰ ترین مخلوق ہوئی- ایک وہ ہیں کہ ان کی فراست اور ان کے عملدرآمد کے قانون کے لئے قرآن کریم کافی کتاب ہے- خدائے تعالےٰ فرماتا ہے یہ میری کتاب ہے پڑھ کر سنا دو- اتل ما اوحی الیک من الکتٰب

واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشآء والمنکر ولذکر اللہ اکبر۔ اس کتاب سے نفع وہ اُٹھاتے ہیں جو نماز کو بڑا مضبوط کرتے ہیں نماز تمام بے حیائیوں سے روک لیتی ہے۔ جو شخص سارے جہان کو چھوڑ کر ایاک نعبد وایاک نستعین کہے گا وہ قانون الٰہی کی خلاف ورزی کب کرسکے گا۔ قرآن کریم میں ایک سورۃ کو خاص کیا ہے اس میں بار بار فرمایا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ہمنے تو بڑی آسان کتاب بھیجی ہے عملدرآمد کے لئے بڑی سہل ہے۔ کوئی تم میں ہے جو قرآن شریف پر عمل کرنے کا نفع اُٹھائے؟ قرآن کو تو بڑا ہی آسان بنایا ہے کوئی تم میں ہے جو اس بات کو سمجھے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ پھر فرمایا کہ اپنے افعال حرکات۔ سکنات۔ عملدرآمد میں اللہ تعالےٰ کو یاد رکھا کرو اور حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کی مخالفت نہ کرو۔ پھر دیکھو ہم تم کو کتنا بڑا بنا دینگے۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت بڑا ہے ولذکر اللہ اکبر اسکے پاس پہنچنے والا بھی اکبر ہوا۔ یہ اکبر ہونے کی کنجی ہے کہ اس یقین کو پیدا کرو۔ واللہ یعلم ما تصنعون

باقی مباحثہ کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں۔ اوّل ان اپنے مذاہب سے تامہ واقفیت ہو جنکی طرف سے یا جن کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ اپنی واقفیت تامہ کے بعد جس کو خطاب کرتا ہے وہ عیسائی ہو۔ یہودی ہو۔ مجوسی ہو۔ ویدوں کا ماننے والا۔ گیتا کا پیرو۔ مہابھارت کا پیرو ہو۔ جینیونکی پہاڑیوں کو جانتا ہو۔ چارواک کو سمجھتا ہو۔ غرض کوئی ہو اسکی کتاب کا علم بھی جب تک نہ ہوگا تم مباحثہ نہیں کرسکتے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی مختلف مذاق پیدا کرے جس فن میں اللہ تعالےٰ یمن و برکت دے اُس میں مباحثہ کرے۔ ایسا نہو کہ دوسرا کہدے کہ تم تو واقف ہی نہیں۔ یا پاس والے کہدیں کہ تم تو اسلام سے بھی واقف نہیں۔ اپنے ڈھکوسلوں سے مقابلہ نہ کرو۔ ظالم سے اعراض کرو۔ پرواہ ہی نہ کرو۔ اُسکے سامنے کہدو الٰھنا والٰھکم واحد۔ ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے تم جھگڑتے کیوں ہو۔ اُلو کے پٹھے سے آدمی کہاں مقابلہ کرسکتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ یہ معمولی سنن الہدیٰ میں سے ایک مسئلہ ہے۔ چونکہ اُسکے دل میں شرارت تھی وہ شرارت سے کہنے لگا کہ لوگو! سنت رسول تو سنتے رہے تھے اب سنت خدا سُن لو۔ سنن الہدیٰ کو اُس نے سنن خدا کہدیا + منکر کو کوئی کیا سمجھائے گا وحدت دنیا میں نبیوں سے ہوئی نہیں۔ آج سائنس کا ایک مسئلہ آگیا اُس کے مطابق کیا۔ کل کو اُسکی بجائے دوسرا مسئلہ سائنس نے نکالا تو پھر اُسکے مطابق آیت چاہیئے لیسے پارہ مزاج سائنس دانوں کے ساتھ تم کہاں تک مقابلہ کرسکتے ہو۔ اپنے فہم کے مطابق مباحثہ کرو۔ ہر شخص کو کہاں مجاز ہے کہ مباحثہ کرے۔ ما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب فرمایا۔ شہر مکہ میں کوئی یونیورسٹی نہیں جسمیں تو پڑھا ہو۔ یہاں کوئی لائبریری بھی نہ تھی کوئی ترجمہ کا محکمہ بھی نہیں ینابیع الاسلام کے لکھنے والوں نے اور بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کو پختہ کردیا۔ قرآن کریم کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے مشورہ سے بنایا۔ کوئی تمام زبانوں کا جاننے والا مکہ میں تھا؟ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے تو تو کسی کتاب کو پڑھا ہی نہیں۔ یہ مبطل کیا اعتراض کرتے ہیں؟ علم والے اس بھید کو سمجھتے ہیں اور ظالم تو انکار ہی کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسا پاک انسان تھا کہ اپنی پاک قوتوں سے اپنی پاک تاثیرات سے عرب میں وحدت پھیلا دی۔ جناب الٰہی کے نام کو ایسا بلند کیا کہ بلند میناروں پر چڑھ چڑھکر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ ایک **گارڈن** پادری تھا مجھ سے بہت ملا کرتا تھا اور احمق اتنا تھا کہ ہر مرتبہ اُس کو یقین ہوا کرتا تھا کہ **نوردین** اب کی مرتبہ ضرور بپتسمہ لیگا ہمارے گھر کی باسی روٹیاں بھی کھا لیتا تھا۔ مجھسے کہنے لگا یورپ نے کیسی ترقی کی ہے۔ مَیں نے کہا ہم نے تو کوئی ترقی نہیں دیکھی۔ کہا آپنے نہیں دیکھی؟ میں نے کہا ترقی یورپ کر ہی کیا سکتا ہے۔ مَینے کہا تو تو عالم اور پادری آدمی ہے میں کہتا ہوں کہ یورپ نے نہ ترقی کی ہے نہ آیندہ کرسکتا ہے کہنے لگا یہ بات کیا ہے۔ مینے کہا نادان انسان تو خداوند مسیح کو ماننے والا۔ بتا تو سہی کہ اکبر کے پرے کیا نام تجویز کرسکتے ہو۔ اکبر کے بعد ترقی کرکے کیا دکھلا سکتے ہو۔ اور اس اکبر کو جس طرح ہم مسجد کے میناروں پر چڑھکر سُناتے ہیں۔ تم کیا سُناؤگے تم سوائے گھنٹے بجانے کے اور کیا جانتے ہو۔ اکبر کے لفظ نے ترقی روک دی کہنے لگا دیکھو کپڑے کیسے بناتے ہیں۔ مینے کہا جولاہے بنے کہنے لگا کیسے کیسے جہاز بنائے۔ مَینے کہا لوہار بنے وہ رُک گیا۔ مَینے کہا پادری دنیوی ترقی کو مسیح نے کب الٰہی قرب کی ترقی فرمایا ہے۔ مینے کہا۔ انجیل موجود ہے۔ دیکھ لو۔ اکبر کے پرے کوئی لفظ نہیں قلم تو ٹوٹ گیا۔ تواضع میں تم ہماری ہمسری نہیں کر سکتے۔ ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں۔ اب اس سے نیچے اور کہاں جائیں جہاں تک ہماری طاقت تھی ہم نیچے گر گئے۔ اس سے زیادہ تم کیا کروگے۔ پھر ہمارے الفاظ کو دیکھو۔ سبحان ربی الاعلےٰ۔ سبحان ربی العظیم۔ سبحان سے آگے پاکیزگی کے لئے کونسا لفظ ہوسکتا ہے۔ وہ سُن سُن کر بھوچکا سا رہ گیا۔ فبھت الذی کفر۔ یاد رکھو جو کچھ دین اسلام نے ہم کو سکھایا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ ہمارے مقابلہ میں دوسرا ٹھیر ہی نہیں سکتا۔ نوک کی باریکی اور اسکی ضرورت کہاں مجلسوں میں بیان کی جاسکتی ہے عیسائیوں کے خدا کی یہ حالت ہے کہ یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا۔ اور خدا کی خدائی غارت کردی۔ پھر وہ مجھ سے نبی کریمؐ کے معجزات کے متعلق کچھ کہنے لگا۔ مَینے معجزات آنکھوں کے سامنے دکھلا دیئے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم کیا ابھی اُن کو یہ کتاب میری کافی نہیں۔ جو ان کو پڑھکر سُنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم کرے میرا ایک بچہ ہے اُس کو ایک آریہ نے پکڑا کہ مباحثہ کرلے اُس نے کہا کرلے۔ میرے بچہ کے ہاتھ میں کتاب اللہ تھی کہا یہ ہماری کتاب ہے اگر عربی نہیں آتی تو نیچے اردو ترجمہ لکھا ہے۔ تمہارے وید تو لحافوں میں چھپے ہوئے ہیں وہ کبھی باہر نکلے ہی نہیں۔ پھر اُس آریہ سے کہا

اچھا تو یہ بتا کہ تو نے وید کو پڑھا؟ اُس نے کہا نہیں کہا اُن کو سمجھا کہا نہیں۔ یہ تو کافی کتاب ہے یتلی علیھم چھپی ہوئی نہیں۔ جہان کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔ ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون۔ میں ساری رحمتیں دینے کو تیار ہوں میری بات کو مان لو بڑے سے بڑا بنانے کو تیار ہوں ایمان دار بنو اور میرے خط کو پڑھو۔ اب دیکھ لو بڑا حصہ زمینداروں کا ہے وہ قرآن کو کتنا پڑھتے ہیں۔ بڑا حصہ تاجروں اور پیشہ والوں کا ہے وہ کتنا قرآن پڑھتے ہیں۔ پھر بڑا حصہ نوکر چاکر لوگ ہیں نو بجے تک سوئے ہوئے اُٹھے دس بجے دفتر گئے وہاں سے چار بجے آئے تو چور ہو کر آئے۔ پھر ہوا خوری پھر دوست آ گئے باتیں ہونے لگیں رات کے بارہ بج گئے یا گپیں لگاتے ہوئے دو بج گئے۔ قرآن کس وقت پڑھا جائے؟ کوئی موقعہ نہیں۔ قرآنی عربی زبان ایسی آسان زبان ہے کہ ابتداء سے انتہا تک مینے بعض اشخاص کو چار ماہ میں پڑھا دی۔ اب خوب پڑھ لیتے ہیں۔ پھر مینے اُن سے پوچھا کہ انگریزی کم سے کم کتنے دنوں میں پڑھ سکتے ہو۔ کہا دس برس میں۔ مینے کہا عربی سہل ہوئی یا تمہاری انگریزی زبان۔ اور قرآن کریم اس سے تین مرتبہ سہل ہے کیونکہ ایک حصہ زیر زبر کے لئے ہے وہ لگے ہوئے ہیں پھر وہ الفاظ جن کے معنے سیکھتے ہیں دو ہزار کے قریب ہیں۔ میری اصل زبان ضلع شاہ پور کی ہے مگر وہ اب مجھ سے بولی نہیں جاتی۔ کئی ہزار الفاظ مجھ کو اردو زبان کے یاد ہو گئے ہوں گے قرآن کریم میں صرف آٹھ سو لفظ ہیں جو کہ نئے ہیں اگر انسان اس کو بھی نہ سمجھے تو لا یلومن الا نفسہ۔ ایک ہمارے دوست کا بچہ سامنے آ گیا ہے وہ اپنے باپ سے کہنے لگا کہ مولوی صاحب عالم ہیں مگر قرآن تو غلط ہی پڑھتے ہیں۔ یہ حافظ و قاری باپ کا بیٹا ہے۔ قرآن کریم خاص رحمت ہے۔ مومن کے لئے کافی ذخیرہ ہے۔ ہم تو جب سے پیدا ہوئے ہم کو کوئی شبہ و تردد کبھی ہوا ہی نہیں۔ ایک وقت مینے حضرت مرزا صاحبؑ سے دریافت کیا تھا کہ مقابلہ کے وقت قرآن کے بعض مشکلات ہوتے ہیں اُن کا کیا کیا جائے؟ کہنے لگے تم نے کیا سوچا۔

مَیں نے کہا یا تو اُن کا ذکر ہی چھوڑ دیا جائے یا الزامی جواب دیکر ٹال دیا جائے ہنسکر کہنے لگے کہ جو بات خود نہیں مانتے دوسروں کو کیوں منواتے ہو پھر فرمایا ہم تم کو ایک گُر بتائیں جو سوالات تم کو نہیں آتے اُن کو خوشخط لکھ کر جہاں تمہارا زیادہ گذر ہے وہاں لٹکا دو تا کہ بار بار اُس پر نظر پڑے خدائے تعالیٰ خود ہی سمجھا دے گا۔ مینے اس کا مطلب صوفیانہ رنگ میں لے لیا کہ دل میں لٹکاتے ہیں۔ یعنی اُن سوالات کا ہر وقت تصور رکھینگے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سب سوالات سمجھا دئے جو میری تصانیف میں بھی موجود ہیں۔ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دو علم بخشے ہیں ایک قرآن کا علم اور دوسرا طب۔ اب تو میری بیوی نے بھی طب سیکھ لی ہے۔ اب ہم دو کمانے والے ہو گئے ۴۵-۴۶ برس میں نے طب کے پیشہ کو کیا طب کا بڑا حصہ میرے حصہ میں آیا پھر بھی معقول گذارہ ہم کو ملتا ہے اس ۴۶ برس میں ایک بھی نسخہ مجھ کو ایسا نہیں ملا جسکے چھپانے کی ضرورت ہوئی ہو۔ کوئی نسخہ ملا ہی نہیں جس کو حیض کی طرح چھپاؤں۔ ہاں کسی خاص بیمار سے خاص وقت میں ایک نسخہ چھپانا اور بات ہے اسی طرح خدائے تعالیٰ نے قرآن مجھ کو دیا۔ اس میں بھی کوئی چھپانے والی بات نہیں۔ پھر جو گر مجھ کو حضرت صاحب نے بتایا وہ میں کہہ آیا ہوں۔ مینے دل پر خوشخط لکھ کر لٹکا لیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا انشراح ہوا کہ والضحیٰ۔ والنجم اذا ھویٰ کی تفسیر میری کتابوں میں دیکھو یہ اسی ترکیب کو استعمال کرنے کا نتیجہ ہے پھر اس کے بعد مجھ کو خدائے تعالیٰ نے الہام کیا کہ اگر کوئی منکر قرآن۔ قرآن پر تجھ سے اعتراض کرے اور تجھ کو نہ آتا ہو۔ تو ہم اسی وقت تجھ کو اُس کا مطلب بتا دینگے۔ ہمارا معلم خدائے تعالیٰ ہے۔ ہمیں کس کا ڈر ہو سکتا ہے۔ دھرمپال نے جب ترک اسلام کتاب لکھی تو اُس میں اُس نے مقطعات قرآنیہ پر اعتراض کیا ہے۔ میں چھوٹی مسجد میں مغرب کی سنتیں پڑھ رہا تھا۔ ایک سجدے سے سر اٹھایا میں نے کہا۔ مولا! گو وہ سامنے نہیں مگر کتاب تو اُس نے بھیجی ہے پس دوسرے سجدے میں جانے سے پہلے پہلے یعنی دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ میں سارے مقطعات قرآنی کا علم مجھ کو دیا گیا میں نے جب لکھا تو میں خود بھی حیران تھا کہ میں نے اُس کا ایسا جواب لکھا کہ کسی نے آج تک ایسا نہیں لکھا۔ میں تکبر نہیں کرتا۔ ریا نہیں کرتا یہ لعنتی کا کام ہے میری غرض تم کو سمجھانے کی ہے۔ قرآن کو کبھی مشکل نہ سمجھو۔ اگر دشمن کوئی اعتراض کرے تو اس کو لکھ کر لٹکا لو خدائے تعالیٰ ایسا علم عطا کریگا کہ وہ دشمن لاجواب اور خاموش ہو جائے گا۔ جموں میں مجھ سے ایک آدمی نے حدیث نزول الرب کی بابت سوال کیا کہ زمین گول ہے اور کہیں نہ کہیں رات ہر وقت ہوتی ہے تو نزول رب بھی ہر وقت ہوا پھر الرحمٰن علی العرش استویٰ سے کیا مطلب ہوا؟ میں نے کہا پانچ سات روز کے بعد جواب دینگے۔ اُس نے کہا اچھا سات روز کے بعد ہی آپ جواب دیں۔ جُوں جُوں دن گزرتے میرا دل دھڑکتا۔ بلغت القلوب الحناجر۔

قبل از روز مقرر یاغستان کے ملک سے بذریعہ ڈاک میرے پاس ایک کتاب آئی اس کو کھولا تو وہ اسی حدیث کی شرح تھی۔ اور بڑے ہی فلسفیانہ مذاق کی تھی۔ میں نے اُس کو پڑھا تو اُس معترض کے تمام سوالات اُڑ گئے۔ وہ معترض آیا کہ کیوں صاحب تیار ہو گئے؟ میں نے کہا ہاں تیار ہیں تم بھی تیار ہو جاؤ۔ میں نے جب اس کے سامنے بیان کرنا شروع کیا تو ابھی اس کتاب کا دو تین ہی صفحہ کا مضمون ادا ہوا تھا کہ وہ کہنے لگا۔ بس میری تسلی ہو گئی اب آپ اور زیادہ بیان نہ فرمائیں میں نے کہا میں تو بڑا لمبا بیان کرنے کو تھا۔ بعد میں مینے وہ کتاب چھپوا دی۔ مینے یہ بات خدائے تعالیٰ کے فضل کو بیان کرنے کے لئے کہی ہے۔ خدائے تعالیٰ بڑا قادر ہے وہ جب بندے کو سکھاتا ہے دیوار سے آواز آجاتی ہے ستون سے آواز آجاتی ہے۔ ایک مرتبہ میں ایک شہر میں تھا۔ میرے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا اور بھوک بھی بہت لگی۔ عشا کا وقت ہو گیا۔ میں نماز کے لئے مسجد کو چلا۔ ایک سپاہی نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ ہمارے آقا بلاتے ہیں۔ میں نے کہا میں تمہارے سردار کے پاس اس وقت تو نہیں

جا سکتا اُس نے کہا کہ میں تو سپاہی آدمی ہوں۔ میرے آقا نے آپ کو بُلایا ہے۔ آپ خوشی سے نہ جائینگے تو میں جبراً لے جاؤں گا۔ خیر میں اُس کے ساتھ اُسکے آقا کے پاس چلا گیا وہاں بہت سی جلیبیاں رکھی تھیں اُس امیر نے کہا کہ آپ ان کو کھائیں۔ ہندوستان کا ایک حلوائی آ گیا ہے اُس نے بنائی ہیں۔ میں نے اس لئے آپ کو بُلایا کہ آپ ہی ان کو خوب پہچان سکتے ہیں۔ میں نے کہا نماز کا وقت ہے۔ اُس نے کہا میرا آدمی مسجد کے دروازے پر کھڑا رہے گا جس وقت تکبیر ہوگی وہ فوراً اطلاع دیدے گا آپ اطمینان سے کھانا شروع کریں چنانچہ میں نے کھانی شروع کیں اور جب میں خوب سیر ہو چکا تو فوراً اسکے آدمی نے اطلاع دی کہ تکبیر اقامت ہو رہی ہے چنانچہ میں جلدی سے مسجد کو چلا گیا۔ دوسرے دن پھر سامان کوئی نہ تھا۔ تم یاد رکھو۔ میں نے اس وقت تک کبھی کوئی نقدی گری ہوئی نہیں پائی۔ میں تو فارغ آدمی تھا روٹی کا فکر نہ تھا۔ میں چٹائی جھاڑ کر بچھانے لگا چٹائی اُٹھائی۔ تو ایک اشرفی پڑی ہوئی نظر آئی۔ میں نے کہا۔ یہاں کسی دوسرے آدمی کی آمد و رفت ہے ہی نہیں۔ میرا یہ مکان ہے۔ میں اب کس سے پوچھوں کہ یہ اشرفی کس کی ہے۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ رات میں نے جلیبیاں کھائی ہیں۔ اب یہ اللہ تعالےٰ ہی نے بھجوائی ہے۔ اللہ تعالےٰ دینے پر آئے تو اس طرح دے دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ تم تقوےٰ اختیار کرو ہم علم دینگے۔ قرآن میں کوئی اشکال ہے ہی نہیں۔ اگر اتفاق سے کوئی مشکل آ پڑے تو اُس کو خوشخط لکھکر ایسی جگہ لٹکا دو کہ بار بار پیش نظر رہے اللہ تعالےٰ اُس کا حل تمہارے دل میں ڈال دے گا۔ یہ ایسا گُر ہے کہ ہر مشکل کے وقت تم کو مدد دے گا اگر یہ چھوٹی بات ہوتی تو میں تم کو سناتا ہی نہیں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ بڑے بڑے عالم اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ خود ہی ناقص ہیں قرآن کریم کی مشکل کو اُسی طرح حل کرو۔ مگر یاد رکھو خدا تعالےٰ کو آزمانے کے لئے نہیں بلکہ ضعیف ہو کر محتاج ہو کر فقیر ہو کر سائل بنو۔ اور خدا تعالےٰ کا امتحان نہ کرو ورنہ وہ پرواہ نہیں کرے گا۔ ایک مرتبہ میں وزیر آباد کے اسٹیشن پر پہنچا۔ وہاں ایک وکیل ملا جو اس طرف کا رہنے والا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ کیا قرآن پڑھنا بہت ہی ضروری ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا کہ ہم بچوں کی طرح قرآن پڑہیں۔ ہم سے اب صرف و نحو نہیں پڑھی جاتی میں نے کہا کہ قرآن میں قول نہیں پہلے ہی قال موجود ہے یقول نہیں یقول پہلے ہی موجود ہے صرف کی ضرورت نہیں کہنے لگا نحو۔ میں نے کہا قرآن کریم میں زیر و زبر پہلے ہی سے لگے ہوئے ہوتے ہیں کہنے لگا۔ لغت۔ میں نے کہا کہ قرآن کے لغت مشکل نہیں۔ تم کوئی مشکل لغت پوچھو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے اُس کی زبان پر یہ جاری کیا۔ قولوا قولا سدیدا میں نے کہا یہ تو بڑی سیدھی بات ہے تمہارے جٹوں کی زبان میں "گلاؤ گل سدھی" کہنے لگا تسلیمات۔ میں ضرور قرآن پڑھوں گا۔ حضرت صاحبؑ کے پاس ایک آدمی آیا۔ بڑی جلدی جلدی اسکی زبان چلتی تھی۔ حضرت صاحب سے کہنے لگا کہ جیسی انگریزی زبان ہے ایسی اچھی آپ کی زبانیں نہیں۔ یہ بھی کہا کہ انگریزی زبان جیسی مختصر ہے آپکی زبانیں اس قدر مختصر بھی نہیں۔ حضرت صاحب نے کہا۔ **میرا پانی** کی انگریزی کیا ہوتی ہے اُس نے کہا **مائی واٹر** ( ) حضرت صاحب نے کہا کہ صاحب ہماری زبان میں صرف **مائی** سے کام چل جاتا ہے **واٹر** کی ضرورت نہیں آپ کی زبان میں پورا ایک لفظ زیادہ بولنا پڑتا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کسی نے یہ وہم ڈالا ہو کہ قرآن کریم پر سائنس کے حملے ہوتے ہیں تو تم اُس بیہودہ اعتراض کو جو بیان کرتا ہے دریافت کر کے خوشخط لکھ کر [illegible] لٹکا لو۔ اللہ تعالےٰ تم کو سمجھا دے گا۔ جو عام لوگ ہیں اُن کو مباحثہ کی ضرورت نہیں ✝

۲۵۔ دسمبر کا بقیہ مضمون

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون۔ تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہیئے جو نیکیوں کیطرف بلائے بدی سے تم کو بچائے۔ قرآن کریم نے ہر ایک نیکی کو پسند کیا اور ہر ایک بدی کو ناپسند ٹھیرایا ہے یہاں ایک مدرسہ ہے وہ مدرسہ احمدیہ کہلاتا ہے اُس میں لڑکوں کو جمع تو کر لیا ہے مگر ان کے کپڑوں کا انکی روٹی کا کوئی بندوبست نہیں۔ اُن کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ سردی کا موسم آیا تو انھوں نے میرے کپڑے اُتارنے شروع کئے۔ وہ کب تک اس قابل بنیں گے اور واعظ ہونگے۔ ہم تو نہ ہونگے اگر ہماری عمر کے بعد بنے تو ہم کو کیا خوشی۔ تم میں سے عقلمند ایسا کرتے جب تک میرے پٹھے درست ہیں۔ میری زبان جب تک چلتی ہے۔ میرا دماغ کام کرتا ہے۔ میرا دل جب تک اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والا ہے مجھ سے قرآن کریم پڑھتے۔ میں تین چار مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ مجھ جیسے کو بھی آپ اتنی مدت میں قرآن شریف پڑھا دینگے میں نے کہا ہاں وہ چار ماہ کی چھٹی لے کر آیا اور مجھ سے قرآن پڑھا کہنے لگا کہ اب میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ ایک چھوٹی سی جماعت ہو خواہ پانچ یا سات آدمی ہوں میں بعض کو تین ماہ میں پڑھا سکتا ہوں۔ قرآن کریم کو میں سمجھتا ہوں اور خوب سمجھتا ہوں۔ مجھ کو قرآن کریم سے محبت ہے۔ میں نے قرآن کریم پر ہونے والے اعتراض بھی بہت سُنے ہیں لیکن مجھے کسی نے گھبرایا نہیں۔ تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہیئے جو نیکی کی ترغیب دے اور بدی سے منع کرے۔ واولئک ھم المفلحون وہ مظفر و منصور ہو جائیں گے۔ میں نے کل خواجہ صاحب کی تقریر کا آخری حصہ سُنا ہے میں اُس کو ذرا بھی مشکل نہیں سمجھتا روپیہ [illegible] اللہ تعالےٰ [illegible] کا مجھ کو اُس کی فکر نہیں۔ سائنس کا معاملہ میں لغو سمجھتا ہوں۔ اگر سارا یورپ بھی ہمارے سامنے آئے تو توپ ان کے پاس ہو گی لیکن وہ انجیل کو ہمارے سامنے نہیں لا سکتے میرے دوستو! تم میں سے ضرور کچھ نہ کچھ قرآن کے ماہر ہوں۔ [illegible] نہیں کہہ سکتا مگر ہاں کچھ نہ کچھ خرچ کا میں بھی متحمل ہو سکتا ہوں۔ [illegible] دوستوں کو واجب ہے کہ کوئی بات تو ہماری بھی مان لیں۔ دیکھو تیسرا سال ہے۔ میں بیمار تھا۔ لکھ کے

قریب اب بھی ناسور رہتا ہے۔ کل تھوڑا سا لکھا تو تھک گیا۔ اب بھی کبھی یہ پاؤں رکھتا ہوں کبھی دوسرا۔ کبھی ٹیک لگاتا ہوں۔ یہ سب کمزوری کی بات ہے ورنہ میں پانچ پانچ گھنٹہ برابر کھڑے ہوکر بولتا رہا ہوں۔ تم کچھ صبر کرو۔ اور شکر کرنا سیکھو۔ اگر تم شکرگذار ہو تو اللہ تعالےٰ نعمت کو بڑھائے گا۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر شکر کے عادی بنو گے تو ایک پیسے سے بیس پیسے بیس سے سو۔ سو سے دو سو ہو جائیں گے۔ صبر بھی بہت کرو۔ تقوےٰ اختیار کرو۔ قناعت اختیار کرو۔ سخاوت اختیار کرو۔ اللہ تعالےٰ کا خوف۔ حسن خلق سچائی اختیار کرو۔ کس قدر مقدمات میں جھوٹ بولا جاتا ہے؟ مقدمات سے بہت بچو۔ اخلاص اختیار کرو۔ خدائے تعالےٰ کے احسانات دیکھو۔ آنکھ ناک۔ کان۔ زبان۔ اسکی نعمتوں کو کوئی شمار کرسکتا ہے؟ میں تو اتنا روپیہ نہیں رکھتا کہ تم کو چائے پلادوں۔ تمہاری ضیافت کردوں۔ ابھی اگر بارش ہوجائے تو میرے درس کے لئے کوئی مکان نہیں سچائی۔ اخلاص۔ اللہ تعالےٰ سے خوف و رجا رکھو یہ دعوت ہے جو میں تمہاری کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک لقمہ بھی اس دعوت سے کھالو۔ تو پھر مجھ کو خط لکھو کہ تم کو اس سے نفع ہوا یا نقصان۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے علاج کے معاوضہ میں مجھ کو سکھوں کے زمانہ کا ایک پیسہ دیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ تو خدائے تعالےٰ نے دیا ہے۔ میں نے کہا مولیٰ میں اس کو تیری راہ میں دیدوں تو اس کے سات سو پیسے بنجائیں۔ میں نے وہ پیسہ بڑے شکر کے ساتھ لے لیا پھر مجھ کو اللہ تعالےٰ نے لاکھوں روپیہ دیئے [illegible] تم اللہ کے بنجاؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہارا ہوگا۔ ہمیشہ اپنے آپ کو جناب الٰہی کا محتاج سمجھو۔ مخلوق کی تعریف کی پروا نہ کرو۔ مخلوق ہستی ہی کیا رکھتی ہے ہم نے بچپن میں ایک کتاب پڑھی تھی اس میں لکھا ہے۔ من نمانم ایں بماند یادگار [illegible] ہوں خدائے [illegible] کی ابھی جڑ کاٹ دی کہ تم اس کو یادگار بناتے ہو۔ یادگار رہتی کیا ہے؟ ہمارے کس قدر دوست حکیم ہیں کس قدر ڈاکٹر ہیں۔ سو مٹی کے

تاکے کے برابر زخم ہے تین سال سے وہ اچھا نہیں ہوا۔ مسلمانوں کو کبریائی اور تکبر نے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ ان کا رہ ہی کیا گیا ہے۔ لایعنی باتوں پر بہت غور کرنا۔ فخر کرنا یہ سب غلطیاں ہیں۔ دیکھو کسی کے ماں باپ کو بے ادبی کا کلمہ کہا جائے تو کس قدر جوش آتا ہے۔ مگر خدا و رسول کی بے ادبی ہوتی ہے ان بے ادبوں کے سامنے ایسا غیظ و غضب تم کو نہیں آتا۔ تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور بدی سے روکے یہ بھی یاد رکھو بدظنی کا کوئی علاج نہیں۔ ایک آدمی کے دل میں میری تقریر سنکر یہ خیال آئے کہ یہ ریا ہے تو یہ اسکی غلطی ہے۔ تم ہمارے اعمال کے اور ہم تمہارے اعمال کے ذمہ وار نہیں۔ ہمارا یہ کام ہے کہ ہم بھلی بات تم کو بتادیں اور بتانے میں دھوکا نہ دیں۔ تم بڑی دور سے آئے ہو۔ ہمارے معتقد ہو بعض نہیں بھی ہیں۔ میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان رکھو۔ خدائے تعالےٰ کے مقابلہ میں کوئی پیارا محبوب نہ ہو۔ لا الٰہ الا اللہ کے حقیقی معنے یہی ہیں کہ بندہ ہر آن میں اللہ تعالےٰ کا اسقدر محتاج ہے کہ ان محتاجی کی چیزوں کو گن بھی نہیں سکتا۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرو۔ کتابوں میں قرآن شریف بے نظیر۔ پاک اور بے عیب کتاب ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو۔ اُس کی اتباع میں یہ شان ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے محبوب بنجاؤ گے۔ قرآن شریف سیدھی سادی کتاب ہے۔ قرآن شریف پر کوئی اعتراض کرے تو اُسکے مقابلہ میں ذب کرنے والا بڑا نفع اُٹھاتا ہے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی اعتراض کرے تو اُس کا ذب کرنے والا بہت نفع پاتا ہے۔ جزا و سزا۔ مر کر بدلا ملے گا۔ ہمارے اعمال تولے جائیں گے۔ ہر ایک چیز کی میزان ہوتی ہے تم بھی میزان سے غافل نہ رہو [illegible] اعمال کی [illegible] تم نے ہمارے ساتھ بھی تعلق پیدا کیا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لین دین کے کچے۔ زبان کے کچے۔ ذرا ذرا سی بات پر وہی فساد کرتے ہیں۔ جو قبل احمدیت اُنھوں نے کئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کی تعظیم کرو۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق پر شفقت کرو۔ ہماری پیاری پیاری باتیں سنکر اُن کی قدر کرو۔ عمل کرو۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرو۔ اللہ تعالےٰ تم کو راضی کرے گا۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو

(پھر دعا ہوئی)

نوجوانوں کو نصیحت

بنگال کے گورنر لارڈ کارمائیکل کی نصیحت اہل ہند کے نوجوانوں کے واسطے بہت خیرخواہی سے پُر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

میرا خیال ہے کہ آپ میں سے اکثر اب کالج چھوڑ کر زندگی کی جدوجہد میں داخل ہونے کے لئے طیار ہونگے میں آپ کے لئے ہر طرح کی کامیابی چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ نے اس بارے میں اچھی طرح سوچ سمجھ لیا ہوگا اور اپنے آیندہ کام کا خاکہ طیار کر لیا ہوگا۔ میں یہاں ہندوستان میں اس امر پر جو کہ میری سمجھ میں نہیں آتا حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ نوجوانوں کی کثیر تعداد سرکاری ملازمتوں کو ہی کیوں ایک ایسا پیشہ خیال کرتی ہے۔ جس کی کہ ان میں اکثر کو پیروی کرنی لازمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس میں کشش ہے۔ یا شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ اور پیشوں میں ابتدائی داخلہ زیادہ مشکل ہے۔ لیکن سرکاری ملازمتوں کی تعداد بھی تو بہت محدود سی ہے اور میری رائے میں ہمارے کالج سے نکلنے والے طلبا کی تعداد کے مقابلے میں یہ تعداد ہمیشہ ہی محدود رہے گی۔ لہذا میں اسے نہایت پسندیدہ اور ضروری سمجھتا ہوں کہ طالب علم بھی اس نکتہ کو پہلے کی نسبت نہایت اچھی طرح سمجھ لیں +

"ہر روز میں ایسے نوجوانوں کی بابت سُنتا ہوں جن کے والدین نے انہیں اعلےٰ اور عمدہ تعلیم دی ہے جن کا یونیورسٹی کا زمانہ بھی نہایت شاندار رہا ہے۔ لیکن جو کہ اپنے گھروں میں جاکر سرکاری ملازمت حاصل کرنے کی امید میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اور ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے سخت مایوسی اور ناامیدی برداشت کرتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میں سے کسی کے ساتھ ایسی صورت پیش نہ آئے گی۔ اور آپ لوگوں نے خواہ سرکاری ملازمت ہی آپ کا مقصد کیوں نہ ہو۔ اپنی کمان کے لئے کوئی اور ڈور تجویز کرلی ہوگی +"

حوالۂ ابن جریر

وفاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کے بہت سے بیّن دلائل قرآن اور حدیث سے دیئے جا چکے ہیں مگر بعض اصحاب اب تک بمصداق ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کوئی نہ کوئی قول پیش کرنے کی جرأت کرتے رہتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی ضعیف اور ناقابلِ اعتبار ہو۔ ایسا ہی ایک صاحب تفسیر ابن جریر کا ایک قول پیش کرتے ہیں کہ اس میں لکھا ہے قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم للیھود ان عیسٰی لم یمت ہم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ قول قرآن شریف کی نص صریح کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے۔ بالخصوص جبکہ (۱) ابن جریر نے احادیث کی صحت کے متعلق تحقیقات کا کوئی التزام نہیں کیا۔ بلکہ جو حدیث ملی یا سُنی وہ لکھدی (۲) حسن کی روایت منقطع ہے نہ اسکے آگے کا راوی نہ اسکے پیچھے کا راوی۔ حسن صحابی نہ تھا۔ یہ بات اُس نے کس سے سُنی۔ کچھ تبلایا نہیں گیا۔ پھر یہ حدیث صحیح نہیں مانی جا سکتی۔ اور نہ اس کو کوئی فہیم عالم مباحثہ کے وقت بطور دلیل کے پیش کرنے کی جرأت کر سکتا ہے ✣

عربی زبان

صادق الاخبار کی صداقت اس خبر کی ذمہ دار ہے "پیشتر یونیورسٹی میں فارسی زبان ایک جدا قائم زبان شمار کی جاتی تھی۔ اور اس زبان میں امتحان دینے کے بعد کامیاب طلباء کو ڈگری عطا ہوتی تھی۔ مگر اب فارسی زبان کے ساتھ عربی بھی ملحق کی گئی ہے۔ اب امتحان پاس کرنے کے لئے صرف فارسی پڑھنے سے کام نہیں چلے گا۔ بلکہ ساتھ ساتھ عربی کی بھی تعلیم حاصل کرنی ہوگی چونکہ عربی زبان بڑی دشوار ہے۔ اس لئے مسلمان طلباء یکایک اُسکے سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے چنانچہ بنگال مسلم لیگ کے آنریری سکرٹری مسٹر ڈیڈ آر زاہد نے صاحب وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی کی خدمت میں ایک درخواست بھیجکر عرض کی ہے۔ کہ اس نئے قاعدہ سے مسلمان اور اُن کی قوم کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ قدیم زبان کا مذاق ماند پڑتا ہے۔ امید ہے۔ کہ وائس چانسلر بہادر اس معاملہ پر کامل غور و خوض فرما کر بہتری کی سبیل پیدا کریں گے۔"

ذرا غور کرنے کا مقام ہے۔ ہند کے مسلمانوں کے لیڈر کیا فرماتے ہیں :-

عربی زبان بڑی دشوار ہے مسلمان اِس کے سیکھنے کی کوشش نہیں کرتے

۔ یہ حال مسلمانوں کا ہے۔ کہ خدا کی پاک کتاب کی زبان اور اُسکے برگزیدہ رسول کی زبان ان کے واسطے بڑی دشوار ہے۔ اِس ہمت اور بہادری اور اسلامی محبت کا نمونہ دکھا کر پھر کہا جاتا ہے کہ ہم دن بدن ذلیل کیوں ہو رہے ہیں۔ اور ہم کو پہلے مسلمانوں کی سی عزت اور سلطنت کیوں عطا نہیں کی جاتی۔ صاحبمن پہلے مسلمان وہ باغیرت لوگ تھے جنھوں نے شام سے مراکش تک عربی زبان پھیلا دی تھی۔ ترکوں نے عربی زبان کو حقارت سے دیکھا۔ اور عربوں کا نام فلاحین رکھا اور اپنی سلطنت کا نام بجائے اسلامی کے عثمانی قائم کیا۔ اُسی روز سے مار پر مار پڑ رہی ہے۔ اور ہر جگہ خواری اور ذلت کی شکستیں کھا رہے ہیں۔ اے مسلمانو! یاد رکھو جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول سے محبت نہ کرو۔ اور ان کی فرمانبرداری کا نمونہ نہ دکھاؤ۔ تم کبھی ذلت کی مار سے بچ نہیں سکتے عربی اسلام کی دینی زبان ہے۔ اس کو پھیلانے کی کوشش کرو نہ کہ اُس کو دبانے کی۔ اِس زمانہ میں خدا نے ایک رسول بھیجا۔ مبعوث وہ ہند میں ہوا مگر اُس کو بھی اکثر وحی الٰہی عربی زبان میں ہوئی۔ اور عربی زبان میں فصاحت کے ساتھ لاجواب کتابیں لکھنے کا معجزہ اُسے عطا کیا گیا۔ شعائر اللہ کی قدر کرو۔ سُستی کو چھوڑ دو۔ کم ہمت نہ بنو۔ مسلمان اپنے دینی شعار پر پکّا ہو۔ تو اذان نماز۔ روزہ کی دُعاؤں میں پھر با ترجمہ قرآن شریف میں ساری عربی تو خود بخود آجاتی ہے۔ مسلمان سننے سے ہی عربی بہت کچھ آجاتی ہے۔ پھر دشوار کیوں۔ خدا کا خوف کرو۔ یورپ کی متابعت اور پولیٹیکل چالوں سے تم فتح نہیں پا سکتے۔ تمہاری فتح مندی کا ستارہ دینِ اسلام کی حمایت میں ہے اس سلسلہ حقہ کی تائید کرو

تا کہ خدا تم پر راضی ہو اور تمہیں اعمالِ حسنہ کی توفیق عطا ہو ✣

مسلمانوں میں اسلامی رُوح کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟

(از حاجی صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر تشحیذ الاذہان قادیان

منقول از کشمیری میگزین لاہور

میرے ایک دوست نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ میں دو تین صفحہ کے اندر اس ہیڈنگ پر کچھ لکھوں۔ کہ "مسلمانوں میں قومی رُوح کیونکر پیدا ہو سکتی ہے؟" قومیت اسلام میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اس لئے مذہب اسلام کا عاشق اسکے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔ کہ لفظ قومی کو اسلامی سے بدل دے۔ اسلام دُنیا میں خدا کی وحدت کا خیال اور عقیدہ راسخ کرنے آیا۔ اور دُنیا کو مسلمان یعنی فرمانبردار بنانے آیا۔ اس لئے مسلمانوں میں اسلامی رُوح پھونکی جانی چاہیئے اس سوال کو دو صفحات میں حل کر دینا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن خلاصۃً میں اتنا کہدونگا۔ کہ اسلامی رُوح پھونکنے سے یہ مراد ہے کہ جس طرح جسم انسانی روح سے زندہ ہے۔ اور اس سے جدائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اور رات دن اسکے قائم رکھنے کے لئے کوشاں رہتا ہے یعنی قسم قسم کی شقتیں اُٹھا کر کھانا اور باقی دوسری ضروریات روح اسکے تعلق کے بقا کے لئے مہیا کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں میں اسلام اسقدر راسخ ہو جائے اور وہ اسکی ضروریات کو ایسی عمدگی اور ایسی خوبی سے سمجھ لیں۔ کہ اسکے بغیر اپنے بقا کو ناممکن و محال جانیں۔ اور پھر اس روح سے متاثر ہو کر اپنے ہر فعل کو اس کے ماتحت لے آئیں ✣

یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ نادان سے نادان انسان بھی کسی مقبوضہ چیز کو تب ترک کرتا ہو جب دوسری چیز اس سے اعلیٰ پاتا ہے۔ بچہ تک کو اگر ایک کی بجائے دو چیزیں دکھائی جائیں تو وہ دو کو ایک پر ترجیح دے گا۔ لیکن اگر ایک انار کی جگہ اسے نصف انار دیدو۔ تو وہ اس کے لینے پر کبھی راضی نہ ہوگا۔ پس مسلمانوں میں اسلامی رُوح پھونکنے کے لئے سب سے پہلے اس بات

کی ضرورت ہے۔ کہ ان کے دلوں میں اسلام کی خوبیاں اس عمدگی اور خوبی کے ساتھ نقش کی جائیں کہ وہ اسلام کو اپنی موجودہ حالت سے بہتر یقین کر لیں۔ اور خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔ کہ اسلام پر عمل کرنے سے ہم بدتر نہیں۔ بلکہ بہتر حالت میں ہو جائینگے جب یہ بات حاصل ہو جائے گی۔ تو اس وقت خود بخود مسلمانوں میں ایثار کا مادہ پیدا ہو جائے گا کیونکہ اس وقت ان کو ایثار ایسا ہی آسان معلوم ہو گا۔ جیسا اس شخص کو جس کے پاس ایک روپیہ ہو اور ہم اسے کہیں کہ اگر یہ روپیہ تم فلاں آدمی کو دے دو۔ تو ہم تم کو یہ دو روپیہ دیدینگے۔ تو وہ اس روپیہ میں خود اپنے نفس کی خاطر ہی دوسرے شخص کو ترجیح دے گا۔ اسی طرح اگر مسلمانوں پر اسلام کی تعلیم روشن کی جائے۔ تو وہ نہ صرف ایثار کو اس لئے قبول کرینگے کہ یہ اسلام کا حکم ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اس ایثار سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ قرآن پاک کا ارشاد ہے الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ذالک ھو الفوز العظیم ٥ وہ لوگ جو ایمان لائے اور متقی بنے ان کے لئے اس دنیا میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی یہ خدا کی ایسی باتیں ہیں جن میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور یہ ایک بڑی کامیابی کی بات ہے پس وہ خوف جو ایثار سے انسان کو مانع ہوتا ہے۔ کہ مجھے اس سے نقصان ہو گا۔ دور ہو جائے گا۔ اور مسلمان ایثار کے لئے تیار ہو جائینگے۔ اور اس طرح وہی روح جو ایک زمانہ میں ان میں کام کرتی تھی پھر دوبارہ کام کرنے لگے گی۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ اسلام کی خوبیاں اس زور سے اور روشن طور سے نقش کیونکر کی جائیں کہ جس سے لوگوں کے اعمال خود بخود اسلام کے ماتحت آجائیں اور اپنی ذاتی غرضوں سے توجہ ہٹے۔ اور اسلامی مفاد کیطرف متوجہ ہوں۔ یہ بغیر الٰہی تائیدات اور سماوی نشانات کے نہیں ہو سکتا۔ جب مسلمانوں کو کوئی نمونہ ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ اس نے اسلام کی خاطر اپنے آپ کو خاک کیا ہو۔ اور اپنے اسلام کو اپنے مفاد پر اختیار کیا ہو۔ اور پھر بجائے ذلت و ادبار کے اس نے ترقی اور عزت حاصل کی ہو۔ تو اسوقت تک اسلام ان کے رگ و ریشہ میں کس طرح اپنا اثر دکھا سکتا ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ان میں اس قسم کا ایک نمونہ قائم ہو جس کو دیکھ کر وہ اس ظلمت کے زمانہ میں آگے بڑھیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی رُوح قرآن شریف کی اتباع سے پیدا ہو سکتی ہے مسلمانوں نے پہلے بھی اسی سے ترقی کی اور اب بھی اسی سے ترقی کرینگے۔ اور اتباع بغیر کامل نمونہ کے ہو نہیں سکتی۔ ہاں ایک ضمنی سوال میں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ کہ اگر کوئی سوال کرے کہ مسیحی بغیر قرآن کے اتباع کے کیوں معزز ہیں۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ دنیاوی معاملات میں وہ قرآن کے موافق عمل کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر عالم گناہ کرے تو زیادہ سزا کا مستحق ہوتا ہے ایک پولیس مین اور جاٹ دونوں چور ہوں۔ تو پولیس مین زیادہ سزا پائے گا۔ مسلمان اگر قرآن کو چھوڑ دیں تو سخت سزا کے مستحق ہیں۔ اور مسیحی انجیل کو چھوڑتے ہیں تو کچھ معذور بھی ہیں۔ پس مسلمانوں کے دلوں میں زندہ اسلام کے نقش بٹھا دو۔ اور اس کی خوبیاں ان پر ظاہر کر دو۔ پھر کون ہے جو اپنی ہلاکت چاہے۔ قرآن کی اتباع سے ان میں اسلامی رُوح پیدا ہو گی۔ اور سب دُنیا کے مسلمان ایک ہو جائیں گے ؞

اقترانِ زہرہ و قمر

۱۰- فروری دوشنبہ کی شب کو ستارہ قمر اور زہرہ کا باہمی اقتران اکثر یورپین لوگوں کو بھی نہایت عجیب و غریب معلوم ہؤا۔ لیکن کلکتہ کے مسلمانوں میں اسکے سبب سے بڑی گرمجوشی رہی۔ ماہتاب چاند کی شکل میں تھا۔ اور ستارہ زہرہ اس سے اس قدر متصل اور ایسا ملا ہؤا تھا کہ اسلامی نشان ہلال کی حالت دکھاتا تھا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ ان کا اس طرح سے آسمان پر اقتران ہؤا ہے۔ یہ تصور کیا۔ کہ اسلام کا ستارہ عروج پر ہو گا۔ یہ بات تو ٹھیک ہے مگر ہمیشہ اسلام کی فتح ماموریں کے ماننے اور صادقوں کی معیت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسلام کا ہتھیار دُعا اور توجہ الی اللہ ہے نہ کہ توپ و تفنگ ؞

سر آغا کا فرمان

سر آغا خان اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کہتے ہیں کہ ترکوں کا آئندہ ٹھکانا ایشیا ہے اور ان کا سچا دوست انگلستان کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں ان دونوں میں مخلصانہ دوستی پیدا کرانی چاہیئے۔ جو اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم مسلمان انگلستان کو مسلمانوں سے بدگمان ہونے کا کوئی موقعہ نہ دیں۔ انگلستان ایشیائے روم کو بالطبع کسی اور یورپین طاقت کے قبضہ میں نہ جانے دیگا تاکہ ہندوستان کی سلامتی مخدوش نہ ہو ؞

جاپان سے ایک اسلامی اخبار

ناظرین کو یاد ہو گا کہ جاپان سے ایک چھوٹا سا ماہوار انگریزی اخبار بنام "اسلامک فریٹرنٹی" شائع ہؤا کرتا تھا جس کا داخلہ چند ماہ قبل گورنمنٹ نے حدود ہندوستان میں بند کر دیا تھا اور جو فائدہ اسکی تحریروں سے مسلمانوں کو پہنچ سکتا تھا اُس سے اسکے چند ضروریات سے زیادہ جوشیلے فقرات نے ہندوستانی مسلمانوں کو محروم کر دیا تھا۔ سُنا گیا ہے کہ اب ایک چھوٹا سا اخبار بنام "الاسلام" جاپان سے نکلا ہے اس میں ایک حصہ انگریزی اور ایک جاپانی میں چھپا ہؤا ہے اور یہ جاپان کی انجمن اشاعت اسلام کا آرگن معلوم ہوتا ہے ؞

ریویو بر تحفہ بنارس

ایڈیٹر صاحب اردو ٹربیون گزٹ امرتسر لکھتے ہیں۔ مذکور الصدر کتاب خوشخط اور عمدہ کاغذ کے ۴۸ صفحہ پر بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور کے منتظمان نے شائع کی ہے جسکی قیمت چار آنہ ہے۔ اس میں احمدی واعظ میاں محمد صادق کا وہ لیکچر درج ہے جو کہ انھوں نے ۳۰- اپریل ۱۹۱۱ء کو ٹاؤن ہال بنارس میں دیا تھا۔ اس لیکچر میں عام ہندوؤں کو احمدی مذہب کی تلقین کیگئی ہے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کرشن اوتار یعنے گوپال کے طور پر پیش کیا ہے ازحد افسوس کا مقام ہے کہ گئوں کے پالک اور محافظ سری کرشن مہاراج کا ثانی وہ شخص بتلایا جاتا ہے۔ جو کہ گئو رکھشا کی بجائے گئو کی قربانی کرنا اپنا فرض اولین تسلیم کرتا ہے۔ کیا احمدی واعظ کے خیال میں ہندو لوگ ایسے بیوقوف ہیں کہ وہ محافظ اور قاتل کے فرق کو بھی نہیں سمجھ سکتے ؟ قیمت مجلد قسم اول ۷ر قسم دوم ۵ر

19

بدر - اس کرشن نے تو گئو کے پالنے کی تجویز اپنے پیغام صلح میں پیش کر دی ہوئی ہے - اب ہمارے ہم وطن ہنود کے ہاتھ میں ہے کہ اس پر عمل کر کے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے بھی گئو کی پالن کریں - در اصل گوپال سے مراد نیک لوگوں کا محافظ ہے +

اکمل کا مقبرہ بہشتی میں نزول

بھنورا اور سورج مکھی کا پھول

سورج مکھی کے پھول پہ بھنورے کو دیکھ کر
بھونڈی سی شکل کالا کلوٹا تو دیکھئے
کچھ اپنی زشت روئی کا اسکو نہیں خیال
جوش و خروش عشق کا عالم تو دیکھئے
سب کو بھلا کے ایک ہی کا ذکر رہ گیا

حیران رہ گیا کہ عجب ہے یہ جانور
پھر اس پہ اس کا رنگ تمنا تو دیکھئے
ہے جان و دل سے محو بہ نظارۂ جمال
وارفتگیٔ شوق کا عالم تو دیکھئے*
ہر دم اسی کی یاد - یہی فکر رہ گیا

اے مستِ، سازِ عشق ذرا ہوش میں تو آ
کیا مست اپنے گیت میں یونہی رہیگا تو
دنیا میں کوئی اور بھی ہے حسن والی شے؟
ہاں اے فریب خوردۂ ایں حسن عارضی
غیروں کی کچھ خبر نہ ہو یہ ہے کمالِ عشق

کچھ میری سن لے اور کچھ اپنی مجھے سنا
میری نہیں سنے گا بس اپنی کہے گا تو
یا اک یہی کہ جیسے بجاتے ہو اپنی نے
بس شاد و زندہ باش ابد روزگار ی
بے ہوش اپنے آپ سی یہ ہے مآلِ عشق

کیا وہ عشق جسمیں رقابت کا ہو خیال
شکوہ زباں پہ لانا دوئی کا نشان ہے
یہ اسکی مرضی مہر کرے یا جفا کرے
ہو کر غبار راہ میں اسکی اڑا کرے
جل جائے منہ پہ حرف شکایت نہ آنے پائے
ہانڈی کیطرح سینے میں بیشک خروش ہو
رکھتا ہو کان پر نہ سنے غیر کی صدا
اس جنس آرزو کی نہ دیکھا کرے کوئی

بے اعتنائیہائے صنم سے ہو کچھ ملال
جاناں کو غیر جانا جو اپنی ہی جان ہے
عاشق کو چاہیئے کہ وہ دل سے وفا کرے
اک روز سرمہ بن کے ان آنکھوں میں جا گرے
یہ سوزشِ جگر نہ کسی کو سنانے پائے
پر آشنا نہ راز سے کوئی بھی گوش ہو
منہ میں زبان ہو نہ کہے حرف مدعا
ہے دیکھتا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

یارب مجھے بھی اپنی محبت میں مست کر
محمود کے ایاز کے لیلیٰ کے قیس کے
نظارۂ جمال کی خواہش نہ ہو کبھی
کچھ بھی نہ ذوق شوق سے گفتگو رہے
ہاں گر رہے تو جانِ جہاں! تو ہی تو رہے
اپنا بنا لے مجھ کو اور اغیار سے چھڑا

آبِ حیات وصل سے فانی کو ہست کر
سب قصے بھول جاؤں نہ کچھ یاد آسکے
مژگاں کے خار زار کی کاہش نہ ہو کبھی
"باقی نہ میں رہوں نہ مری آرزو رہے"
تیری نماز شوق کا دائم وضو رہے
ہر ذرہ میری خاک کا اس راہ میں اڑا

* [illegible]

بھنورے کی طرح مست ترے گیت گاؤں میں
ساری متاع ہار کے پھر جیت جاؤں میں
دل سب کدورتوں سے مرا پاک صاف ہو
تیرے حریم قدس کا ہر دم طواف ہو

ارمغانِ قادری

یہ زمانہ تحقیق و تدقیق کا کہلاتا ہے - ہر شے کی قسمیں اور قسموں کی قسمیں نکالی اور بتلائی جا رہی ہیں - یہاں تک کہ ہر شخص کے منہ پر ایک ناک ہوتی ہے اور سب اس کو ناک کہتے چلے آئے ہیں مگر ایک شخص نے ناکوں کی بھی اقسام لکھی ہیں اور ان کے جداگانہ نام گنے ہیں اور اس پر ایک مبسوط کتاب[1] لکھی ہے - سو ہر چیز کے جب اقسام بیان ہو رہے ہیں تو کوئی حرج نہ ہوگا کہ کتابوں پر ریویو کرنے کے بھی بہت سے اقسام کئے جائیں - لمبا ریویو - اور مختصر ریویو - محققانہ ریویو جو کتاب پڑھ کر کیا جاتا ہے - اور سرسری ریویو جب ایڈیٹر صاحب کتاب کو پڑھنے کی وسعت نہ رکھتے ہوں مگر اس کا ذکر خیر اخبار میں کر کے کم از کم ایک نسخہ کی قیمت کا حق یا بھیجنے والے کی مہربانی کے شکریہ کا حق ادا کر دیں - تعریفانہ ریویو اور مذمتانہ ریویو - غرض بہت سے اقسام ہو سکتے ہیں کوئی سوچنے لگے تو اس پر بھی کتاب لکھ مارے - اور یورپ والوں نے لکھی ہیں - بلحاظ کتاب کی خوبیوں اور نقائص کے بیان کے عام رواج یہ ہے کہ پہلے خوبیاں بیان کی جائیں اور پھر نقص - یہ ایک قسم ہوا - اور بالمقابل ایک قسم ہے کہ پہلے نقص بیان کئے جائیں اور پھر خوبیاں - کتاب زیر نظر کے لئے میں اس دوسری قسم کو اختیار کرتا ہوں - گو اس کے مصنف ناراض ہی ہوں - سو عرض ہے کہ اس کتاب میں روایات اور قصوں کے بیان کرنے میں کسی تحقیق و تدقیق سے کام نہیں لیا گیا - اور بہت سی باتیں ایسی لکھی گئی ہیں کہ گو ہم حسن ظن سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے اندر کوئی حقیقت اور تاویل صحیح رکھتی ہوں - مگر اس زمانہ میں بغیر اس حقیقت کی تشریح کے ان کا بیان نوجوانوں کے سامنے بجائے ازدیاد ایمان کے موجب تمسخر ہوگا - مثلاً یہ کہ پیر صاحب کی کرامت سے بیس لڑکیاں لڑکے بن گئے - وغیرہ - پھر ایک احمدی کی نگاہ میں کوئی امر اس سے بڑھ کر قابلِ مذمت کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے مرشد کو کوسا جائے گو اشارتاً ہی ہو - ایسا ہی یا شیخ شیئاً للہ - اور بغداد کی طرف رخ کر کے نماز ممکن ہے کہ کسی مجذوب کی حرکت دیوانگی میں جائز ہو مگر شریعت پر چلنے والے کے واسطے مصنف کتاب نے کوئی مدلل بات اس پر نہیں لکھی - ہاں اس میں شک نہیں - کہ مصنف نے اپنے مرشد کے ساتھ محبت اور اخلاص سے پُر ہو کر یہ کتاب لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے - جا بجا نظم کی چاشنی سے عبارت کو پُر لطف کیا ہے - بیانِ فقر - طریق بیعتِ مسنونہ - طریق استخارہ فضائل ارکان خمسہ - معجزۂ قرآن - چہل حدیث - شرف مہمان - اثرِ محبت وغیرہ بہت سے پُر منفعت مضامین اس کتاب میں درج ہیں - صاحب مصنف نے کتاب

[1] اس کتاب کا نام ہے نوزالوجی مصنفہ

کے لکھنے میں محنت سے کام کیا ہے اور جابجا آیاتِ قرآنی سے اپنے بیانات کو مزین کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل سجادہ نشین خاندانِ قادریہ بغداد شریف حضرت سید پیر ابراہیم سیف الدین صاحب کے سفرِ ہند کی یادگار میں لکھی گئی ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی سوانح کے علاوہ سید صاحب کے سفرِ ہند کا بھی مختصر حال درج کیا گیا ہے کاغذ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے۔ عبارت اردو سلیس ہے۔ قیمت بلا جلد عہ اور مجلد عہ ہے ملنے کا پتہ مینجر شفاخانہ چشمہ فیض گمٹی بازار لاہور + اس کتاب میں ایک مرد اور ایک عورت کے حالات لکھنے ہیں جو ہمیشہ اپنی گفتگو میں سوائے آیاتِ قرآنی کے اور کچھ نہ بولتے تھے۔ میں ان کے مکالمے کو جو اس کتاب میں ہے درج اخبار کر دیتا۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ ناظرین کی دلچسپی متعلق خرید کتاب اس سے کم ہو جائے گی۔ احمدی احباب کے واسطے طریق بیعت کا باب دلچسپ اور مفید ہوگا۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۱۳ میں لکھا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی (شیخ جیلانی علیہ الرحمۃ) نے استفادۂ تعلیم و تربیت بلا واسطہ جناب ختم المرسلین سے حاصل کیا تھا۔ اس سے وہ سوال بھی حل ہوتا ہے۔ جو لوگ دریافت کیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب خود کس سلسلہ میں مرید ہوئے تھے۔ حضرت موصوف علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

صاحب مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جب کبھی ارضی و سماوی آفات کا نزول مخلوقِ خدا پر ہوتا ہے جس سے سب سراسیمہ و پریشان ہوں تو وہ آفات **قطب الاقطاب** کی دعا سے ٹل جاتی ہیں اور ایسا شخص ہر زمانہ میں موجود ہوتا + اہل اسلام کو چاہیئے کہ صاحب مصنف کی اس بات کی طرف بدل متوجہ ہوں کیونکہ ان پر بڑی مصیبت کا زمانہ ہے۔ قطب الاقطاب کو تلاش کریں اور اپنی بلائیں دور کریں۔ یہ بھی صاحب مصنف فرماتے ہیں کہ اسلام میں ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ یا یہ صدی اس قاعدہ سے مستثنیات میں شامل ہے + صفحہ ۲۳ پر ایک شعر لکھا ہے :-

اگر عالم چھٹے ہم سے تو پیغمبر چھٹا ہم سے
جو پیغمبر چھٹا تو چھٹ گیا سمجھو خدا ہم سے

خوب۔ عالم کے چھٹنے سے یہ گت بنتی ہے۔ پھر اگر مجدد وقت ہی چھٹ گیا تو کیا حال ہوگا۔ مگر اس کا جواب بھی خود حضرت شیخ عبدالقادر کی تحریر سے اس کتاب کے صفحہ ۳۷ میں درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ "جس شخص نے خدا کے محب کو دیکھا گویا اُس نے خدا کو دیکھا۔ کیونکہ ولی اللہ یعنی خدا کا دوست روئے زمین پر خداوند عالم کی خوشبو ہوتی ہے اور اس خوشبو کو سچے راستباز ہی سونگھتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے متعلق صفحہ ۱۰۱ میں لکھا ہے من ام ہم افلح وسلک ومن اعرض عنہم بالانکار انقطع وھلک۔ جو ان کے زمرے میں داخل ہوتا ہے وہ منزل مقصود کو پہنچکر فائز المرام ہوتا۔ اور انکار کرنے والا کاٹا جاتا اور ہلاک کیا جاتا ہے +

ایسا ہی شیخ علیہ الرحمۃ اپنے مخالفوں کو فرماتے ہیں تکذیبکم لی سمٌ قاتلٌ لادیانکم وسببٌ لذہاب دنیاکم و اُخراکم۔ تم جو میری تکذیب کرتے ہو۔ یہ تمہارے دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ اور تمہاری دُنیا اور آخرت دونوں کی بربادی کا موجب ہے + یہی حال آجکل حضرت مجدد دوران مسیح موعود و مہدی معہود کے مکذبین کا ہو رہا ہے۔ آپ کا نام بھی وحی الٰہی میں عبدالقادر رکھا گیا ہے۔ فتدبر +

محقق قطب جنوبی نے کسطرح جان دی

یورپ کے لوگ کس محنت اور استقلال کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ موت تک کی پروا نہیں کرتے۔ تب ہی اپنے مطالب میں کامیاب ہوتے ہیں +

کپتان اسکاٹ کی جو قطب جنوبی کی دریافت کرنے والی تباہ شدہ مہم کے ہیرو تھے۔ ڈائری کے آخری الفاظ جو انھوں نے ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء کو لکھے حسب ذیل تھے۔ "ہم بہت کمزور ہیں لکھنا سخت دوبھر ہے۔ ہماری وجہ سے اس سفر پر افسوس نہ کرنا کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریز مصائب برداشت کر کے ایک دوسرے کو امداد دے سکتے ہیں اور زمانہ گذشتہ کی مانند اب بھی ہمت اور استقلال کے ساتھ موت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہم خطرے میں پڑے تھے۔ ہم نے جان بوجھ کر اپنی جان خطرے میں پھنسائی تھی۔ واقعات ہمارے مخالف کیوں ثابت ہوئے ہمیں اس امر کی شکایت کا کوئی حق حاصل نہیں۔ ہمیں یہ ارادہ کر کے کہ آخری دم تک جو کچھ بہترین ہم سے بن پڑے گا کرتے رہیں گے۔ خدا کی مرضی کے آگے گردن جھکا دینی چاہیئے۔ لیکن اگر ہم نے اس کام میں جو ہماری قوم کی عزت اور آبرو بڑھانے والا کام ہے۔ جان بوجھ کر اور خوشی سے اپنی جانیں دی ہیں۔ تو میری اپنے ہموطنوں سے التجا ہے۔ کہ وہ ہمارے پسماندگان کی مناسب غور و پرداخت کریں۔ اگر ہم زندہ رہتے تو میں اپنے ساتھیوں کی ہمت برداشت۔ صبر تحمل کی ایسی ایسی کہانیاں سُناتا۔ جس سے ہر انگریز کا دل جوش میں آتا۔ لیکن اب یہ تتر بتر نوٹ اور ہماری لاشیں ہمارا فرض ادا کرینگی۔ اور وہ کہانیاں اپنے طور پر سُناوینگی۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہمارے ملک جیسا مالدار ملک ہمارے پسماندگان کی مناسب غور و پرداخت کا ضرور بالضرور خیال رکھے گا +

الخطبہ

قریشی کنواری دو لڑکیاں ایک بعمر سولہ سالہ مڈل پاس کردہ۔ اور دوسری بعمر چودہ سالہ مڈل تک پڑھی ہوئی اس سال امتحان دیگی۔ سینے پرونے اور ہر قسم کی زمانہ حال کے مطابق دستکاری اور کھانا پکانے اور خانہ داری کے کاموں میں پوری اور کامل مہارت رکھتی ہیں۔ انکی شادیاں کرنا منظور ہے۔ لڑکے گریجوایٹ یا اسی روپے ماہوار تک کا روزگار اور حسب نسب رکھتے ہوں اور نیک چلن احمدی ہوں۔ درخواستیں دفتر بدر میں بہ نمبر ۲۰ ۔ آنی چاہئیں

تلاش گم شدہ

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ مسمی فضلکریم جو پہلے قادیان کے بعض دفاتر میں کلرک بھی رہ چکا ہے اور دراصل متوطن شادیوال ضلع گجرات کا ہے۔ کچھ عرصہ سے عدم پتہ ہے کسی صاحب کو معلوم ہو تو خبر کریں۔ حلیہ یہ ہے۔ گورا رنگ ڈاڑھی چھوٹی چھریرا بدن۔ میانہ قد۔ انگریزی اردو خوشخط لکھ سکتا ہے

(از الفضل [illegible]) +

اخبار عالم

۲۴- فروری سنہ ۱۹۱۳ء کو لالہ بانکے دیال ایڈیٹر جھنگ سیال کے نام حکم پہنچا ہے کہ تین ہزار روپیہ کی ضمانت دیکر پندرہ دن کے اندر اندر پریس جاری کریں لیکن مستعصر موصوف کہتا ہے کہ جب گورنمنٹ پر میری بیقصوری کا پردہ وا ہوگا یہ حکم منسوخ ہوجائیگا۔

صوبہ بنگال کے ایک ریلوے کمرے میں ایک لاش بوری میں بند پائی گئی تحقیقات ہورہی ہے۔

۷ا- مارچ سنہ کے بھارت کے اکثر صفحات لیکھرام کے قتل کے متعلق ہیں۔ صفحہ ۹ پر یہ ثابت کیا ہے کہ جب کبھی جہالت زیادہ غلبہ پالیتی ہے تو اُس وقت کوئی نہ کوئی شہید اپنی شہادت سے جہالت کے پردے کو چاک کر ڈالتا ہے۔ کام پولٹیکل ہو یا مذہبی۔ دینی ہو یا دنیوی سرانجام نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ اُس کی تہ میں شہیدوں کا خون جوش نہ مار رہا ہو یونان کی جہالت دور نہ ہوتی اگر سقراط اپنے آپ کو اس جہالت کے مقابلہ میں سینہ سپر نہ کرتا۔ علی ہذا القیاس۔ اور بہت سی مثالیں جہالت کے دُور ہونے کے متعلق بیان کی ہیں جن سے یہ بات ثابت کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ لیکھرام کی شہادت نے بھی ایک جہالت کو دور کیا ہے۔

ہم بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ لیکھرام کی موت نے بیشک ایک جہالت کے پردہ کو چاک کر ڈالا۔ جو دُعا اُس نے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مقابلہ میں مانگی تھی اور پرمیشور کے حضور پرارتھنا کی تھی اس کا ماحصل بھی یہی تھا۔ کہ اگر میں اور میرا آریہ مذہب سچے ہیں تو اسلام کے حامی مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) نیست و نابود کردے۔ اور اسپر تین سال کی میعاد ٹھہرا کر پیش گوئی کی تھی۔ اور بالمقابل صداقت اسلام کے لئے حضرت مرزا صاحب سے پیشگوئی کرائی جو چمکتے ہوئے نشانوں کو ساتھ لیکر بجمیع تمام پوری ہُوئی اور جس کی شہادت قریبًا تمام جہان نے دی۔ پس اُس نے تو اپنی شہادت سے آریہ صاحبان پر ثابت کردیا کہ سچا دین کون ہے۔ مگر وہ نے کیسے ہیں جو اپنی روش نہیں بدلتے۔ اور اپنے دھرم ویر پنڈت کی شہادت (گواہی) پر بھی یقین نہیں کرتے جس کے لئے ازحد افسوس ہے۔

زنگوں میں بوجہ آتشزدگی اڑھائی لاکھ کا نقصان ہُوا۔

ترکوں کا جنگ بلغاریہ اور یونان وغیرہ کے ساتھ برابر جاری ہے۔ یونانیوں نے جنینہ فتح کرلیا ہے مگر غنیم کا سقوطری سے محاصرہ اُٹھوا دیا گیا ہے۔ صلح کے واسطے بھی کوششیں ہورہی ہیں۔ ایک خبر ہے کہ ترکوں نے ایڈریانوپل کا دینا منظور کرلیا ہے۔ مگر تاوان جنگ پر بحث ہے۔

لنڈن ۲۶- فروری پچھلی رات بل کے مقام پر ایک پُراسرار ہوائی جہاز کے نمودار ہونے سے جوش و اضطراب پیدا ہُوا۔ کثیر التعداد لوگ ایک گھنٹے تک اس کی نقل و حرکت کو غور سے دیکھتے رہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ جہاز مذکور بحر شمالی کی جانب سے آیا تھا۔ جرمن اخبارات کا بیان ہے کہ اس وقت زیپلین قسم کے چار ہوائی جہاز ہانسٹال۔ پوٹسڈم فرنکفورٹ اور بیڈن کے مقامات پر موجود ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ راتوں رات جیسا کہ انگلستان میں بیان کیا گیا ہے یارک شائر کے ساحل تک پہنچ جائیں اور دن کی روشنی میں جرمنی اور ہالینڈ کے علاقوں میں اڑتے ہوئے نظر نہ آئیں۔ علاوہ ازیں اگر بالفرض ہوائی جہازات کے وقت ناجائز گشت لگاتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس حالت میں روشنی کریں

کوہ ناگاہ کی انگریزی مہم- اخبار انگلش مین کلکتہ رقم طراز ہے کہ ۲۶- فروری کو ایک گھنٹہ کی لڑائی کے بعد انگریزی فوج نے موضع جنگلانگ کو جو قلعہ بندی سے مستحکم کیا تھا فتح کرلیا اس معرکہ میں صرف ایک آدمی مارا گیا اس کے ساتھ بھی کوہ ناگاہ کے قبائل نے انگریزی سامان کی گاڑیوں پر جو ایک ہی قطار میں آرہی تھیں حملہ کیا ۲ سپاہی اور ۹ قلی مارے گئے ۶ قلی سخت زخمی ہُوئے۔ محافظ رسد اور ریگارڈ نے جو ڈھاکہ جنگی پولیس سے مشتمل تھا حملہ آوروں کو نقصان کے ساتھ پسپا کیا۔ یہ لڑائی سہ پہر کے آخری حصہ میں ہوئی فوج نے موضع جنگلانگ میں اپنے گرد خندق کھود کر شب بسر کی۔ صبح کو آبرسانی کی پارٹی پر دشمن نے حملہ کیا وہ بھی نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ ۲۷- کی صبح کو بوجہ قلت آب اور قلعوں کے خوف و ہراس کے باعث جنگلانگ کو خالی کرکے چینگفو کو فوج واپس آگئی۔ --- کا نقصان ۴۰ ۵۰ آدمیوں کے درمیان ہے۔ جو قلی سخت مجروح ہوئے ہیں اُن کے علاوہ ۲۳ قلی خفیف زخمی ہیں۔

پلیگ سے بچو

ڈاکٹر برمن کی بنائی پلیگ کی روکنے والی گولی پلیگ کے مسالہ اور ایک قسم کے بہت ہی باریک کیڑے کا لگاؤ ہے۔ مبتلائے پلیگ کے خون۔ سانس۔ تھوک پائخانہ و پیشاب میں بھی کیڑے پائے جاتے ہیں۔ یہ کیڑے خون میں خرابی پیدا کرتے ہیں جس سے آدمی مرجاتا ہے۔ ان کا اثر پہنچ جانے پر پھر بیمار کا جینا مشکل ہوجاتا ہے اس سے جہاں پلیگ کا خوف ہو تو جہاں تک جلد ہو سکے پلیگ روکنے والی گولیاں منگوا کر رکھئے۔ ان گولیوں کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ کیڑے ٹھہر نہیں سکتے۔ اور اپنا اثر پھیلا نہیں سکتے۔ وقت پر اس کے استعمال سے صدہا اس مرض کے اشخاص پلیگ سے بچتے ہیں ایک گولی روز ٹھنڈے پانی کے ساتھ نگل جانا بچوں کو نصف خواہ چوتھائی۔ ۶۰ گولیوں کی شیشی بارہ آنہ محصولڈاک ۱ ۳۰ چھتیس گولیوں کی شیشی قیمت ۸ محصولڈاک ۵ ۔ کا نوری جنتری سنہ ۱۹۱۳ء جسمیں فہرست اور سارٹیفکٹ درج ہیں درخواست آنے پر بلاقیمت بھیجی جاتی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

نیم کا صابن

نیم کے فوائد بہت ہیں۔ اور ان کے ذکر سے کتب طب مملو ہیں۔ لیکن کسی شے کو فائدہ مند استعمال میں لانے کے واسطے خاص تجویز اور ترکیب ایک کوشش چاہتی ہے۔ لاہور میں ایک ڈاکٹر صاحب نے نیم کو مختلف ترکیبوں میں طیار کرکے بہت سی بیماریوں کے واسطے مفید نسخے طیار کئے ہیں۔ جن میں سے ایک نیم کا صابن ہے۔ جس کی تین ٹکیاں ڈاکٹر صاحب نے ہمارے پاس ارسال کی ہیں۔ ایسی جلدی میں اُن کے تجربہ کی شہادت دینا ایک امر مشکل ہے۔ لیکن صابن کی خوبی صنعت اُس کے دیکھنے سے ظاہر ہے۔ نیم کے اجزا اس میں نمودار ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو یہ صابن فساد خون اور جلد کی بیماریوں کے واسطے بہت مفید ثابت ہوسکے ملنے کا پتہ یہ ہے:۔

ڈاکٹر ایشری پرشاد صاحب۔ سوداگر ادویات نیم لاہور

چشمہ زندگی کے مطالعہ سے محروم رہنا سخت بدقسمتی ہے ۱/۲

کیونکہ ملک کی معزز شخصیتوں نے اس کو از حد مفید بتلاکر اسکا مطالعہ آپ کیلئے ضروری قرار دیا ہے۔

مصنفہ مہتہ سیتارام دت - ویدکویراج
آدتیہ اوشدھالیہ صدر بازار راولپنڈی

چنانچہ جناب حضرت خلیفۃ المسیح مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں "جناب کی تصنیف چشمہ زندگی کو عین وقت ڈاک میں آئی دلچسپی سے پڑھا - یہ کتاب مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے آپکی محنت بہت ہی قابل قدر ہے مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس کتاب کی قدر کرے (دستخط نورالدین از قادیان) جناب پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑہ سے رقمطراز ہیں "رفاہ خلق کیلئے یہ ہدایات نہایت ضروری تھے جن کی اشاعت کی توفیق حکیم مطلق نے آپکو عطا فرما کر نعم الرفیق و حبذا ایثر کہلانیکا استحقاق بخشا حمد بجید اور ثنائے بعید و اس حمد لا شریک کو سزاوار ہے جسنے منفعت عامہ کیلئے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو ناصح خلق قرار دیا خوش نصیب ہوگا وہ شخص جس نے حفظ ما تقدم اور تدارک ما فات کا حصہ ان نایاب اور قابلقدر ہدایات سے لیا

نوٹ ذیل میں صرف نام نامی درج ہیں کیونکہ ان کے مبارک سفارشی اور تعریفی الفاظ کی گنجائش نہیں حاذق الملک بہادر حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی - پیر کمال گیلانی صاحب کوہاٹ خلیفہ اعظم حافظ ظفر علیصاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ خانبہادر رضان بابا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (ریٹائرڈ) پشاور

نوٹ } (۳۵۰) صفحہ کی مجلد کتاب باتصویر رنگین ۱۸ × ۲۲ / ۸ سائز قیمت فی جلد دو روپیہ چار آنہ محصول ڈاک ۳ ر

تفریباً ال صحت کی سخت دشمن ہے

یہ بیمار سر درد - زکام - دمہ کھانسی تپ دق - یرقان بواسیر وغیرہ بدہضمی وغیرہ وغیرہ لاتعداد امراض کا پیش خیمہ ہے پس رشیوں - اسلامی حکماء اور مغربی علماء سے مستند سچائی

آلہ دوستی جنتر کا استعمال کرو جو اس سے پیدا شدہ جملہ عوارضات کے مستقل دفعیہ کیلئے

تریاق تریاق تریاق

ہے - مفصل واقفیت کیلئے کتاب سنشودھن ودھی قیمتی ۲ ر منگواکر ایک از حد مفید سچائی سے آگاہی پاکر دائمی صحت پاؤ تجربات جناب سعد اکرم خانصاحب تحصیلدار جون لکھتے ہیں "ایک عدد آلہ آپ سے منگوایا تھا ہمہ صفت موصوف پایا ایک آلہ اور ارسال کریں۔ جناب رحمت اللہ صاحب سب ڈویژنل افسر مردان "مجھے یقین ہے جن اصولوں پر یہ آلہ مبنی ہے وہ نہایت ہی مفید - موثر اور کارگر ہیں لالہ رلارام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ واقعی بہت مفید چیز ہے مجھے گذشتہ سالوں میں اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔

مکمل سامان اعلیٰ قیمت پانچ روپے

پتہ - مہتہ سیتارام دت ویدکویراج
آدتیہ اوشدھالیہ صدر بازار راولپنڈی

کشتہ جریان ۱۶/۲۶

غرباء کی درخواست منظور - بجائے تین روپے کے ڈھائی روپیہ - جریان - کثرت احتلام - ان امراض میں یہ کشتہ از حد مفید بلکہ اکسیر ثابت ہوتا ہے - خدا تعالیٰ کے فضل سے آئندہ بھی مفید ثابت ہوگا

جریان کی شناخت پیشاب کے پہلے یا بعد میں منی کا گرنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی طرح بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اور اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں - مالیخولیا نسیان - کمی خون - دل کا دھڑکنا ضعف دماغ - بینائی کا کم ہونا - ناامیدی - بیخوابی - خوف - غمگینی - نامردی وغیرہ امراض شدید حملہ آور ہوتے ہیں - جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو وہ علاج کا کوشاں رہے ہرگز بے خوف نہ بیٹھا رہے - ورنہ امراض بالا میں مبتلا رہ کر ہلاکت تک نوبت پہنچیگی ہم نے اس کشتہ کو بڑی محنت سے طیار کیا ہے اور کئی پرانے جریان والے مریضوں پر آزمایا محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۴ روز کے استعمال سے شفا پاگئے - بعد تجربہ اور معاونین کے اعلان کیا جاتا ہے تاکہ پبلک فائدہ اٹھاوے

قیمت ۲۴ روز مبلغ ع۸ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ ۳۷/۵۱

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہوتا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بتایا ہوا ہے - آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند - جالا - ڈھلکا سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے - قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا جس کی قیمت عہ فی تولہ ہے فی الحال دو ماہ کے لئے اسکی رعایتی قیمت سے فی تولہ کر دی ہے - بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے - **ترکیب استعمال** ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کیطرح باریک کر کے آنکھوں میں ڈالا جاوے - یہ سرمہ جنکی آنکھیں گرمی کے موسم میں دکھتی ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت ستون درج ذیل ہے

مقوی جمیع اعضاء - نافع صرع - مشتہی طعام - قاطع بلغم و ریاح دق شیخوخیت دفاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی - یبوست و درد مفاصل - وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے بقدر دانہ نخود دودھ کے ساتھ صبح کے وقت استعمال کریں قسم اول کی قیمت ۱۲ ر تولہ قسم دوم ۸ ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری - بادامی - سیاہ اور سفید ماشی اور سوتی پگڑیاں ہیں صافے سفید اور بادامی - اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی ملسکتی ہیں

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

کھوئی ہوئی قوت

کی واپسی کے لئے ہمارے ایک معتبر بھائی ایک معتبر اور قیمتی دوائی کھانے اور لگانے کی پیش کرتے ہیں - قیمت عہ ۴ م

ملنے کا پتہ

بدر ایجنسی - قادیان - ضلع گورداسپور